جنت کی ضمانت

جنت کی ضمانت عکسی

از

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب

دینی بکڈپو ۲٦۷۷ مسجد کالے خاں کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۰۲

ایک عظیم الشان پیشکش

حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی

نائب امیر شریعت بہار کی

قابلِ قدر تالیف

اِسلام کا عالمگیر پیغام

جس میں

داعیِ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ اور اسوۂ حسنہ پر صرف روشنی ہی نہیں ڈالی گئی ہے بلکہ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ دعوتِ اسلام ساری دنیا کے لئے ہے اور سراسر کلید رحمت ہے جس کا دامن جبر و استکراہ کے داغ اور جارحانہ ظلم و تشدد، قتل و غارت گری سے پاک ہے آج تک اس موضوع پر اُردو میں اتنی مدلل اور مفصل اور بہترین کتاب شائع نہیں ہوئی

دینی بک ڈپو ۲۶۷۷ مسجد کالے خاں کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی ۲-۱۱۰۰۰۲

رسول اللہ کے تین سو معجزات

ویسے تو اس موضوع پر بہت کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ کسی میں سو اور کسی میں ڈیڑھ سو معجزات سے زیادہ آپ کی نظر سے نہیں گزرے ہوں گے۔ اس پر یہ کہ ایک ہی کو کئی دفعہ لکھ کر ان کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی گئی لیکن آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب مدظلہ العالی نے بڑی کاوش اور محنت سے یہ تین سو کے قریب معجزات مستند کتابوں کے مطالعہ کے بعد جمع کئے ہیں۔ ویسے تو حضور پُر نور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں معجزات ہوں گے۔ اور آپ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ اس کو ایک الگ نمبر دیکر بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم آپؐ کا معجزہ کیوں ہے؟ پھر درختوں اور پتھروں کا اپنی جگہ سے چل کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونا، پانی میں برکت کا ظہور ہونا۔ شجر و حجر سے آپؐ کی گفتگو چھوٹے تنوں درختوں اور پتوں نے آپؐ کے رسول ہونے کی گواہی دی۔ اسی طرح کے تین سو معجزات کا یہ مجموعہ ہے۔ جس کا آپ مطالعہ کریں جو کچھ معجزات قرآن میں ہیں۔ قرآن مجید کے انہیں معجزانہ اوصاف کو نہایت ٹھوس دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ در حقیقت وہ ایک عدیم المثال معجزہ ہے۔

تقاریر احمد سعید

حضرت مولانا احمد سعید صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی اب سے پندرہ بیس سال پہلے کی تقاریر کا مجموعہ ہے۔ یہ انقلابی جنہوں نے ہندوستان میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا کہ ہندوستان کی آزادی ہمارا پیدائشی حق ہے۔ اس میں ایک تقریر ہے جو آپ نے پاکستان بننے سے قبل فرمائی تھی کہ پاکستان کیسا ہوگا اور اس میں کیا ہوگا۔ اب اس کا مطالعہ کریں تو آپ کو تعجب ہوگا کہ وہاں پر ہوبہو وہ بات ہو رہی ہے جس کی آپ نے اپنی تقریر میں پیشینگوئی کی تھی۔ اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرمائیں۔

پیش لفظ!

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ ھادیا للناس والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی اوضح طرق الھدایۃ واظھر سبیل النجاۃ وانقذنا من حضرۃ من النیران والصلوٰۃ والسلام علیہ وعلی اصحابہ الذین ھم نجوم الھدایۃ والاسلام والایمان والاحسان۔

تقریباً تیس سال ہوئے جب میں نے احادیث کا ایک مجموعہ مرتب کیا تھا اور اس کے ایک حصے کا نام "جنت کی کنجی" اور دوسرے کا نام "دوزخ کا کھٹکا" رکھا تھا۔ ان احادیث کا بڑا حصہ علاوہ اور کتب احادیث کے منذری کی ترغیب وترہیب سے لیا گیا تھا۔ آج ایک عرصے کے بعد میں انہی احادیث میں سے ایک حدیث کی تشریح کرنے کی غرض سے یہ چند سطور سپرد قلم کر رہا ہوں اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو بیان کرتے وقت جنت کی ضمانت دی ہے اور فرمایا ہے اضمن لہ الجنۃ میں اس شخص کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں" اس لئے میں نے اس مختصر رسالے کا نام جنت کی ضمانت رکھا ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے من تضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اتضمن لہ الجنۃ۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص دو چیزوں کی حفاظت کا وعدہ کرے اور ضمانت دے تو میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں اور اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ ان دو چیزوں میں سے ایک تو وہ ہے جو دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور ایک وہ ہے جو انسان کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔ مراد ان سے زبان اور شرم گاہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان دونوں کی ضمانت دے کہ میں ان کو غلط طور پر خلاف شریعت نہیں استعمال کروں گا تو میں اس شخص کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ کتب احادیث میں موجود ہے۔ جنت کی کنجی میں بھی موجود ہے اور چونکہ یہ حدیث بہت جامع ہے اس لئے میں نے اس کی تشریح ضروری سمجھی۔ یہ حدیث بہت سے ان گناہوں سے بچنے اور محفوظ رہنے کا حکم دیتی ہے جن کا تعلق انسان کی زبان اور شرمگاہ سے ہے۔ اس لئے ضرورتاً محسوس ہوتی کہ حدیث کی شرح کی جائے اور مسلمانوں کو بتایا جائے کہ یوں تو ہر گناہ سے ۔ ۔ ۔ ۔ محفوظ رہنے کی ضرورت ہے لیکن خاص طور پر زبان اور شرمگاہ سے جن گناہوں کا صدور ہوتا ہے ان سے بہت ہی احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ضمانت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر پر موقوف ہے کہ ایک مسلمان اپنی زبان اور اپنی شرمگاہ پر پوری طرح قابو رکھے اور جو شخص ان دونوں چیزوں پر قابو نہیں رکھتا اور ان میں بد احتیاطی کرتا ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ضمانت کا مستحق نہ ہوگا جو آپ نے جنت میں داخل ہونے کی دی ہے۔ میں نے اس رسالے کو دو بابوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک باب ان جرائم کے ذکر میں ہے جن کا تعلق صرف زبان سے ہے اور دوسرے باب کا تعلق ان گناہوں کے بیان میں ہے جن کا تعلق خواہش نفسانی کے ساتھ ہے۔ ان دونوں بابوں میں مختلف فصول ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو اور وہ دلچسپی کے ساتھ پوری کتاب پڑھ لیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری اس سعی کو قبول فرمائیں اور مسلمانوں کو اس کتاب پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہو۔

قابل ذکر باتیں

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ زبان اور شرمگاہ سے چونکہ بکثرت گناہوں کا صدور

ہوتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی حفاظت پر جنت کی ضمانت دی ہے یہاں تک کہ زبان سے کفر کا ارتکاب بھی ہوتا ہے اور شرمگاہ کے مفاسد تو عام ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے اعضاء سے گناہ سرزد نہیں ہوتے اور ہاتھ پاؤں اور آنکھ کان گناہ سے بالکل محفوظ و مامون ہیں یہ مطلب ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ دوسرے اعضاء سے بھی گناہ ہوتے ہیں مثلاً چوری کرنا ہاتھ کا گناہ، چوری کرنے کے لئے جانا پاؤں کا گناہ۔ کسی کی برائی اور غیبت کا سننا کانوں کا گناہ، آنکھ سے کسی کی طرف اشارہ کرنا یا کسی کو آنکھ مارنا وغیرہ یہ آنکھوں کا گناہ۔ غرض انسان کے دوسرے اعضاء بھی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان سے بھی گناہ صادر ہوتے ہیں لیکن زبان اور شرمگاہ کو اس معاملے میں اہمیت حاصل ہے اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی حفاظت پہ تاکید فرمائی اور جو مسلمان ان دونوں کے بارے میں احتیاط سے کام لیتے ہیں اُن کو جنت میں داخل ہونے کی نہ صرف خوشخبری سنائی بلکہ اُن کے لئے دخول جنت کے ضامن ہو گئے اور یہ وعدہ فرمایا کہ جو مجھ کو ان دونوں کی حفاظت اور صیانت کی ضمانت دیگا میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں اور اس کو گارنٹی دیتا ہوں کہ وہ جنت میں ضرور جائے گا اس گزارش کے بعد وہ شبہ زائل ہو گیا ہوگا۔

فہرست مضامین

پہلا باب

زبان سے سرزد ہونے والے گناہ

خاموشی کے فائدے

۱۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، صدقہ، تہجد اور جہاد کا تذکرہ کیا اور پھر فرمایا اگر کہو تو میں تمہیں ان سب (عبادات) کی جڑ اور بنیاد بتاؤں۔ حضرت معاذؓ نے عرض کی ہاں اے نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس پر حضورؐ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑا اور فرمایا اسے روکے رکھو۔(امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ۔)

اس حدیث سے خاموشی کے بہت بڑے فائدہ کا پتہ چلتا ہے۔ یعنے چپ رہنے اور زبان پر قابو رکھنے کے باعث آدمی میں ایسی اہلیت اور کیفیت اور اس کے دل میں ایسا نور پیدا ہو جاتا ہے کہ تمام عبادتیں اور ایمان کی باتیں وہ بآسانی انجام دے سکتا ہے۔

۲۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تمام اعضاء زبان کی بڑائی بیان کرتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے معاملہ میں خدا کا خوف کیجیو اور خدا کے خوف سے ڈریو۔ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے۔ اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔(ترمذی)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گفتار پر قابو رکھنے سے سب اعمال درست ہو جاتے ہیں اور زبان کو بند رکھنے اور زبان پر قابو،

نہ رکھنے سے تمام خرابیاں اور مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور فتنہ وفساد برپا ہوتا ہے

۳۔ روایت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا وہ مرتبہ جو خاموشی کے باعث حاصل ہو وہ ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ (بیہقی)

یعنی اکثر اوقات آدمی کے چپ رہنے میں ساٹھ برس کی عبادت سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا کہ خاموش رہا کرو۔ کیونکہ خاموشی شیطان کو دور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہے۔ (بیہقی)

۵۔ یہ بھی بیہقی کی روایت ہے کہ دو خصلتیں پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں اور اعمال کی ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ ایک بہت خاموش اور چپ رہنا۔ دوسرے خوش خلقی۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے کہ خلائق کا کوئی عمل ان دونوں باتوں کی مانند نہیں یعنے خاموشی وخوش خلقی۔ پیٹھ پر ہلکی ہونا عربی محاورہ ہے۔ اس سے مراد ہے کہ ان کے بجالانے میں بوجھ نہیں پڑتا۔ یعنے نہایت آسان اور ہلکی ہیں۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔ (امام احمد، ترمذی، دارمی وبیہقی)

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ بات چار طرح کی ہوتی ہے۔ (۱) وہ جس میں نقصان ہی نقصان ہو اور کوئی فائدہ نہ ہو (۲) وہ جس میں نہ نقصان ہو اور نہ فائدہ (۳) وہ جس میں کچھ نقصان اور کچھ فائدہ ہو (۴) وہ جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو اور نقصان کچھ نہ ہو۔

امام غزالیؒ لکھتے ہیں ایسی بات جس سے نقصان ہی نقصان ہو اور کوئی فائدہ نہ ہو اس سے تو بالکل ہی دور رہنا چاہیئے اور جس بات میں نہ فائدہ ہو نہ نقصان اس سے بھی بچنا چاہیئے کہ یہ وقت کی بربادی ہے اور روز جزا میں فضول گوئی کا مواخذہ الگ رہا۔ اسی طرح جس بات میں کچھ فائدہ اور کچھ نقصان ہو اس سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ فائدہ حاصل کرنے کے مقابلہ میں نقصان سے بچنے کو ترجیح ہے۔ اور دفع مضرت جلب منفعت سے مقدم ہے۔ امام غزالیؒ نے اس بات کو واضح کرنے کے لئے ایک مثال دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کسی جگہ پر کچھ روپیہ ملنے کی امید ہو مگر ساتھ میں کچھ بے عزتی کا بھی احتمال ہو تو سمجھدار آدمی اس بات کو پسند نہ کرے گا کہ روپیہ ملنے کی امید پر اپنی بے عزتی گوارا کرے اور بے عزتی ہونے دے۔

اس کے بعد کلام کی ایک ہی قسم باقی رہ جاتی ہے یعنے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو اور نقصان مطلق نہ ہو جب بات کے تین حصے بُرے اور صرف ایک حصہ اچھا ٹھہرا تو سمجھنا چاہیئے کہ نجات اسی میں ہے کہ آدمی اکثر خاموش رہے اور بے ضرورت ہرگز بات نہ کرے۔

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔ (امام مالکؒ امام احمد ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)[لہ]

۸۔ شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض اوقات آدمی بُری باتیں کہہ دیتا ہے اور ان کی حقیقت کو نہیں جانتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ ان باتوں سے اس کو کتنا گناہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے ان

لہ یعنی ایک مسلمان آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ بات چھوڑ دے۔

باتوں کے سبب اس پر قیامت تک اپنا غضب لکھ دیتے ہیں۔

قیامت تک غضب لکھنے کا مفہوم واضح کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قیامت آنے پر غضب ختم ہو جائیگا بلکہ مراد یہ ہے کہ ہمیشہ کے لئے غضب لکھا گیا۔ شیطان کے حق میں ارشاد باری ہے کہ "تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک" یہاں بھی لعنت ہمیشہ کے لئے ہے نہ کہ روز قیامت تک۔

زبان سے نکلی ہوئی باتوں کی بڑی اہمیت ہے۔ بعض دفعہ سہل اور آسان سمجھ کر بلا تکلف بلا سوچے سمجھے بعض باتیں کہہ دینے پر آدمی غضب الٰہی کا سزاوار ہو جاتا ہے۔ نیز کفر غیبت۔ جھوٹ اور چغلخوری وغیرہ گناہ بھی زبان کے ذریعہ ہی سرزد ہوتے ہیں۔ لہذا نجات کی صورت یہی ہے کہ آدمی زبان پر قابو رکھے۔ باتیں کم کرے۔ فضول گوئی سے بچے اور اکثر چپ رہے جو شخص زبان کو نہ روکے گا اور اکثر چپ رہے گا تو یہ گناہ اس سے ضرور سرزد ہو جائینگے پس خاموش رہنے اور کم بولنے ہی میں نجات ہے۔ صائب نے کیا خوب کہا ہے ؎

بطبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید
خموشی معنئ دارد کہ در گفتن نمی آید

پہلی فصل غیبت کے بیان میں

غیبت:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم لوگ ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس اس پر تم کو گھن آئے۔

اس آیت کریمہ سے غیبت کرنے والے کی برائی ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت کریمہ کے ذریعہ غیبت کرنے والے کو مردار خور قرار دیا ہے اور مردار خوروں میں بھی بدترین قسم کا مردار خور یعنے ایسا مردار خور جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو اس سے بچنے کی توفیق دے۔ اور اس کبیرہ گناہ سے محفوظ رکھے۔

۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ بُری ہے۔ صحابہ نے دریافت کیا یارسول اللہ غیبت زنا سے کس طرح زیادہ بُری ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ زنا کے بعد آدمی توبہ کرتا ہے تو خدا اس کو بخش دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والا اس وقت تک نہیں بخشا جاتا جب تک کہ اس کو وہ شخص نہ معاف کرے جس کی غیبت اس نے کی ہے۔ (بیہقی)

یہ اس لئے فرمایا کہ غیبت حقوق العباد کی خلاف ورزی ہے اور حقوق العباد کو ضائع کرنے والے صرف اسی وقت بخشے جاسکتے ہیں جب ان کو صاحبِ حق معاف کرے۔

۱۰۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں شب معراج میں ایسے لوگوں کے پاس سے گذرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنا منھ نوچتے تھے۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی آبرو سے کھیلتے ہیں۔ یعنی غیبت کرتے ہیں (ابوداؤد)

۱۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے جو روزہ سے بھی تھے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ان سے فرمایا تم دونوں دوبارہ وضو کرو اور نماز ادا کرو۔

روزہ تو اپنا قائم رکھو لیکن اس کے بدلہ میں ایک اور روزہ رکھو۔ ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم سے کیا قصور ہوا؟ آپ نے جواب دیا کہ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔ (بیہقی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت بہت بری ہے۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو نماز اور روزہ کے اعادہ کا حکم صرف غیبت کی وجہ سے صادر فرمایا۔ اسی سبب سے فقہا اس بات کے قائل ہیں کہ غیبت سے وضو مکروہ اور روزہ اشد مکروہ ہو جاتا ہے۔ ان دونوں اشخاص کو نماز کے اعادہ کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے دیا کہ انہوں نے مکروہ وضو سے نماز پڑھی تھی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مجتہدین میں شامل ہیں وہ اس بات کے قائل ہیں کہ غیبت سے روزہ بالکل ٹوٹ جاتا ہے۔ لیکن ائمہ مجتہدین کے نزدیک غیبت سے روزہ ٹوٹتا نہیں البتہ مکروہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی روزہ [illegible] نے کا حکم صرف اس لئے دیا تھا کہ غیبت کی وجہ سے روزہ مکروہ ہو گیا تھا۔ روزے اور وضو کو توڑنے والی چیزوں کے متعلق جو دوسری صحیح احادیث وارد ہیں ان سے یہ بات ثابت ہے کہ غیبت کرنے سے وضو اور روزہ مکروہ ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے دریافت کیا کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کی خدا اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ غیبت اسے کہتے ہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں ایسی بات کہی جائے کہ اگر اس کے سامنے کہیں تو وہ برا مانے کسی نے عرض کی کہ اگر وہ بات اس میں ہو۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے جواب دیا کہ وہ بات اس میں ہو جب ہی تو غیبت ہے اور اگر وہ بات
اس میں نہ ہو اور پھر ایسی بات کہی جائے تو یہ بہتان ہے۔ (صحیح مسلم)
اس سے غیبت اور بہتان کا فرق واضح ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ
جو یہ سمجھتے ہیں کہ کسی شخص کے پیچھے اس کی جھوٹی بُرائی کرنا (یعنے اس سے
ایسی برائیاں منسوب کرنا جو اس میں نہ ہوں) غیبت ہے سو یہ غلط ہے۔
حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ غیبت کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کسی کے
بارہ میں کوئی ایسا وصف اور کوئی ایسی بات اس کی عدم موجودگی میں
کہیں جو اگر اس شخص کے سامنے کہی جائے تو وہ بُرا مانے۔ مثلاً اگر کوئی
کانا اس بات کا بُرا مانتا ہے کہ اس کے منھ پر اس کو کانا کہا جائے تو اس شخص
کی عدم موجودگی میں اس کو کانا کہنا ہی غیبت ہے۔ اور اگر وہ شخص کانا
نہیں اور پھر اس کو کانا کہا جائے تو یہ افترا اور بہتان ہے ایسا کرنے والا
شخص دوگنا ہوں کا مرتکب ہوگا۔ اول تو ایک مسلمان کے پیچھے اس کی
بُرائی کرنے کا اور دوسرے افترا اور بہتان کا۔

مسائل:۔ اگر کوئی آدمی کسی شخص کی عدم موجودگی میں کہے کہ فلاں
شخص کا گھوڑا ایسا ہے جیسے گدھا یا اس کا مکان ایسا ہے جیسے پاخانہ
یا اس کا لڑکا بہت شریر اور بے ادب ہے یا اس کا باپ بہت بدمزاج ہے
تو یہ سب بھی غیبت ہے۔ کیونکہ جس طرح آدمی کے ایسے ذاتی اوصاف
(جن کا بیان اس کو ناپسند ہو) اس کی عدم موجودگی میں بیان کرنا غیبت
ہے۔ اسی طرح اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے ایسے اوصاف بیان
کرنے سے بھی غیبت ہوتی ہے بلکہ بعض صورتوں میں دوہری غیبت
ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر زید کے باپ یا بیٹے کی اس طرح بُرائی کی کہ لوگوں نے

ان کو قطعی طور پر سمجھ لیا زید کو بھی سمجھ لیا اور اس کے باپ یا بیٹے کو بھی جان لیا تو اس میں زید کی بھی غیبت ہوئی اور اس کے باپ یا بیٹے کی بھی۔ نیز غیبت صرف زبان سے ہی نہیں بلکہ اشارہ سے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کا نام لیکر آنکھ بند کر لی تاکہ اس کا کانا ہونا ظاہر ہو یا ہاتھوں سے اس کے ٹھگنے یا موٹے ہونے کی طرف اشارہ اس طرح کیا کہ اگر وہ موجود ہو یا اس کو اطلاع ہو تو وہ بُرا مانے ایسا اشارہ کرنا بھی غیبت میں داخل ہے۔

۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتھوں سے ایک عورت کے ٹھگنے ہونے کا اشارہ کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کی غیبت کی۔ (ابن ابی الدنیا۔ ابن مردویہ)

غیبت قلم سے لکھنا بھی جائز نہیں خواہ خط میں لکھے یا کتاب میں کیونکہ قلم بھی زبان اور ہاتھ کی طرح مافی الضمیر کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ غیبت کا سننا بھی جائز نہیں۔ غیبت کو سننے والا بھی غیبت میں شریک ہو جاتا ہے۔ سننے والے کو چاہیئے کہ غیبت کرنے والے کو منع کر دے۔ غیبت سے منع کرنا۔ ثواب اور منع نہ کرنا عذاب کا موجب ہے۔

۱۴۔ جو شخص مسلمان بھائی کی غیبت سے دوسروں کو روک دے اللہ تعالیٰ پر اس کو دوزخ سے آزاد کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ (امام احمد طبرانی)

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان دوسرے مسلمان کی ایسی جگہ پر مدد نہ کرے گا جہاں اس کی عزت و حرمت اور آبرو کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو تو خدا تعالیٰ آخرت میں جہاں اس مسلمان کو مدد کی ضرورت ہے اس کی مدد نہ کرے گا اور جو مسلمان دوسرے مسلمان کی ایسی حالت میں مدد کریگا تو خدا تعالیٰ اس کی مدد کریگا جہاں اس کو مدد کی ضرورت ہے۔ (ابوداؤد)

خلاصہ یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے مسلمان بھائی کی مدد کرنا اور اُس کی عزت کا تحفظ کرنا اللہ تعالیٰ کی اعانت اور مدد کا موجب ہوتا ہے اور مسلمان بھائی کی مدد نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد اور اعانت سے محرومی کا سبب ہوتا ہے۔

جواز غیبت چند صورتوں میں غیبت جائز ہے۔ (۱) ظالم کے ظلم کو دور کرنے کے لئے مظلوم پر ظالم کی غیبت کرنا جائز ہے۔ مثلاً حاکم یا اہلکار کسی پر ظلم کرے یا کچھ مال چھین لے یا بے عزتی کرے تو مظلوم کو حق ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں بادشاہ یا اعلےٰ حاکم سے جا کر اس کے ظلم کا حال بیان کرے اور انصاف طلب کرے۔ (۲) اگر ایک شخص کسی کی بُری بات اور گناہ کو جانتا ہو اور اس کی عدم موجودگی میں وہ شخص اُس کی ان بُری باتوں کا اور گناہ کا کسی ایسے آدمی سے بیان کرے جس کے سمجھانے بجھانے یا منع کرنے پر وہ شخص ان برائیوں سے باز آسکے تو ایسی غیبت جائز ہے لیکن اس میں نیک نیتی ہو اور بری بات یا گناہ کو دور کرانے کی نیت ہو اور محض برائی کرنا مقصود نہ ہو۔ (۳) کوئی مسئلہ دریافت کرتے وقت حقیقت حال کے اظہار کے لئے بھی غیبت جائز ہے۔ یعنی کوئی مسئلہ دریافت کرتے وقت اگر تشریح کرے اور مفتی کو سمجھانے کے لئے کہ فلاں شخص نے یہ کیا اور اس طریقے سے کیا تاکہ مفتی سمجھ کر سائل کو صحیح جواب دے ایسے موقع پر اگر کسی کی غیبت ہوتی ہو تو ایسی غیبت کرنے کی گنجائش ہے اگرچہ احتیاط ضروری ہے۔

۱۶۔ زوجہ ابوسفیان ہندہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ابوسفیان بخیل اور کنجوس ہے۔ اور مجھے اتنا گذارہ نہیں دیتا کہ میرے اور میری اولاد کے لئے کافی ہو تو کیا میں اس کے مال سے اس کی

اطلاع کے بغیر کچھ لے لیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے لئے اور تمہاری اولاد کے لئے رواج کے مطابق جس قدر کافی ہو اتنا لے لیا کرو۔ (صحیحین)

یعنی ضروری اخراجات کی مقدار شوہر کے مال میں سے لے لینے کی اجازت فرمائی۔

اس موقعہ پر اگرچہ ہندہ نے حضرت ابو سفیان کی غیبت کی اور انہیں بخیل کہا اور یہ کہا کہ وہ اپنے اہل و عیال کو ان کی ضرورت کے مطابق خرچ نہیں دیتے لیکن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو اس سے ہندہ کو منع کیا اور نہ جھڑکا۔ کیونکہ ہندہ نے ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے یہ باتیں بیان کی تھیں۔

(۴) مشورہ دیتے وقت مشورہ لینے والے کی خیر خواہی کے خیال سے بھی غیبت جائز ہے۔

۱۷۔ فاطمہ بنت قیس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم مجھے نکاح کا پیغام دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ابو جہم تو لاٹھی کندھے سے نہیں اتارتا یعنی عورتوں کو بہت زدوکوب کرتا ہے، معاویہ مفلس و بے زر ہے۔ تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلے۔ (صحیح مسلم)

دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ دیتے وقت ابو جہم اور معاویہ کی عدم موجودگی میں مشورہ لینے والی کی خیر خواہی کے خیال سے ابو جہم اور معاویہ کے بارہ میں ان کی عدم موجودگی میں ان کے ایسے اوصاف بیان کئے جن کا سننا ان کو اچھا نہ معلوم ہوتا۔

اسی طرح جب کسی شخص کی عدم موجودگی میں اس کی بری باتیں بیان

کرنے سے ایک مسلمان کی خیر خواہی مقصود ہو اور نقصان سے بچانا ہو تو بھی غیبت جائز ہے۔ مثلاً کوئی شخص کسی آدمی کو نوکر رکھنا چاہتا ہو اور وہ آدمی بددیانت ہو تو اس شخص یعنی آقا سے اس آدمی کی بددیانتی کا حال بیان کرنا جائز ہے۔ یا مثلاً عمرو زید کی صحبت میں اٹھتا بیٹھتا ہو اور زید شراب خور یا زانی ہو تو عمرو کو زید کے شرابی یا زناکار ہونے سے مطلع کر دینا جائز ہے۔ تاکہ عمرو زید کی صحبت چھوڑ دے اسی پر اور صورتوں کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ غرض جب نیت خالص ہو اور کسی مسلمان کا فائدہ مقصود ہو۔ محض زبان درازی اور عداوت سبب نہ ہو تو ایسی صورتوں میں غیبت جائز ہے۔ (۵) اگر کوئی شخص کسی لقب سے مشہور ہو اور اس لقب کی بنا کسی عیب پر ہو تو ایسے لقب یا نام کا لینا جائز ہے۔ مثلاً اخفش نحوی کہ وہ چندھے ہونے کی بنا پر اسی لقب سے مشہور تھے یا کسی کا لقب لنگڑا یا ٹنڈا ہو اور وہ اسی سے مشہور ہو تو ایسا نام لینا جائز ہے۔ (۶) وہ لوگ جو علانیہ اور کھلم کھلا گناہ کا ارتکاب کرتے پھرتے ہیں مثلاً داڑھی منڈاتے ہیں یا علانیہ شراب پیتے ہیں یا زنا کرتے ہیں اور ناچ دیکھتے ہیں یعنے جن عیبوں کو وہ برملا کرتے ہیں ان کی عدم موجودگی میں ان کے ان عیوب کا ذکر کرنے میں غیبت کا کوئی گناہ نہیں۔

۱۸۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل امتی معافی الا المجاھرون۔ (صحیحین)

رزین نے روایت کیا ہے کہ فاسق اور علانیہ اور برملا گناہ کرنے والے کی غیبت نہیں۔ لا غیبۃ الفاسق ومجاھر۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کا حال دو طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔ ایک اس

طرح کہ وہ بُرا مانے (۲) اس طرح کہ وہ بُرا نہ مانے تو پہلی طرح بیان کرنے میں غیبت ہوگی اور دوسری طرح بیان کرنے میں غیبت نہ ہوگی۔ مثلاً کانے آدمی کو کوئی پیٹھ پیچھے کانا کہے تو یہ غیبت ہوگی۔ اگر پتہ بتانے کے لئے اس طرح کہے کہ وہ صاحب جن کی ایک آنکھ ہے تو غیبت نہ ہوگی۔ اسی طرح کسی طویل القامت شخص کو لمبو یا بے ڈول کہے تو غیبت ہوگی اور جو کشیدہ قامت کہے تو غیبت نہ ہوگی۔ اگر کسی شخص معین کا ذکر نہ ہو بلکہ بلا تعین اشخاص کسی جماعت کا تذکرہ ہو۔ مثلاً یوں کہے کہ فلاں شہر کے آدمی بڑے فریبی اور مکار ہوتے ہیں یا فلاں گاؤں کے آدمی بے وقوف ہوتے ہیں تو یہ غیبت نہ ہوگی۔ اگر شخص معین کی غیبت کرے اور نام نہ لے تو غیبت نہ ہوگی۔ لیکن اگر اس طرح ذکر کیا جس سے لوگوں نے اس آدمی کو سمجھ لیا تو غیبت ہو جائے گی۔ مثلاً اگر کوئی کہے کہ قاضی شہر یا کوتوال شہر ایسا ہے تو غیبت ہو جائے گی۔ یا اس طرح ذکر نہ کرے لیکن کوئی شخص جانتا ہو کہ یہ فلاں شخص کا تذکرہ ہے تو غیبت ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ غیبت کے گناہ کی معافی کی صورت یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہو اس سے اپنا قصور معاف کرائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی صاحب کا نام لے کر یا اس کی بعض خصوصیات بیان کر کے جن سے سامعین اس کو سمجھ لیں بُرائی کرنا غیبت ہے۔ ہاں عمومی طور سے کوئی بات بیان کرنا غیبت نہیں ہے مثلاً یوں کہے کہ آج کل فسق و فجور بڑھ گیا ہے۔ لوگ جوا کھیلتے ہیں شراب پیتے ہیں اور گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس قسم کے الفاظ غیبت نہیں ہیں۔

۱۹۔ ایک حدیث ضعیف میں حضرت انس بن مالک سے روایت ہے،

کہ کفارہ غیبت کا یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کرے اور یوں کہے اللھم اغفر لنا ولہ ۔[۱] (بیہقی)

حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ جس کی غیبت کرے غیبت کے بدلے اس کی تعریف کرے اور اس کے لئے دعائے خیر کرے ۔

دوسری فصل جھوٹ بولنے کے بیان میں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جھوٹی بات وہی لوگ بناتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے " انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون ۔ (پ ۱۴)

۲۰ ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیانت اور جھوٹ کے سوا ہر خصلت مسلمان کی عادت ہو سکتی ہے ۔ (امام احمد و بیہقی)

یعنے ایمان میں اور خیانت و جھوٹ میں بڑا تضاد ہے ۔ ایمان کے ساتھ خیانت اور جھوٹ جمع نہیں ہو سکتے ۔

۲۱ ۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ کو اختیار کرنا لازم ہے ۔ بلا شبہ سچ نیک عملی کی طرف ہدایت کرتا ہے ۔ نیکوکاری اور نیک عملی انسان کو جنت کی طرف پہونچاتی ہے ۔ جو آدمی سچ بولتا ہے اور سچائی کا دھیان رکھتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کا شمار صدیقوں میں ہو جاتا ہے ۔ جھوٹ سے بچو، جھوٹ بدکاری اور بداعمالی کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری انسان کو دوزخ کی طرف پہونچاتی ہے ۔ جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا ارادہ کرتا ہے

---

[۱] اے اللہ ہمیں اور اُسے (جس کی غیبت کی ہے) بخش دے ۔

یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا شمار بڑے جھوٹوں میں ہو جاتا ہے اور وہ بڑا جھوٹا لکھ لیا جاتا ہے۔ (صحیحین)

۲۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹ کی بدبو سے فرشتہ اس سے ایک کوس دور ہو جاتا ہے۔ یہ بدبو دروغ گو کے منہ سے نکلتی ہے۔ (صحیح ترمذی)

۲۳۔ جھوٹے آدمی کو عذاب دینے کے متعلق بخاری کی ایک طویل حدیث میں مذکور ہے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھکو خواب میں اللہ تعالیٰ کے دو فرشتے حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہ السلام عجائبات کی سیر اور مشاہدہ کرانے کے لئے لے چلے۔ میں نے دو شخصوں کو دیکھا جن میں ایک کھڑا تھا اور ایک بیٹھا تھا۔ جو شخص کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک بڑا آنکڑہ تھا وہ اس آنکڑے کو بیٹھے ہوئے آدمی کے منہ میں ڈال کر اس کا ایک طرف کا کلہ گدی تک چیر دیتا تھا۔ پھر اُس آنکڑہ کو دوسرے کلہ میں ڈال کر اسی طرح کرتا تھا۔ یعنی گدی تک کلہ چیر دیتا تھا۔ اس اثنا میں پہلا کلہ درست ہو جاتا اور پھر وہ اسے چیرتا تھا۔ اس کے بعد دوسرے کلہ کو جو اسی طرح بھر چکا ہوتا تھا۔ آپؐ نے دریافت کیا یہ کون ہے اور اس کو یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے اور یہ تکلیف کیوں پہنچائی جا رہی ہے۔ حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام نے عجائبات کی تشریح کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ شخص کذاب اور جھوٹا ہے جھوٹی بات کہتا تھا اور اس کی جھوٹی بات اطراف عالم میں مشہور ہو جاتی تھی۔ قیامت تک اس کو اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔ (صحیح بخاری)

جھوٹ بولنے کی رخصت کسی مسلمان کی جان و مال یا عزت و آبرو بچانے کے لئے مثلاً اگر ایک ظالم کسی

مسلمان کے قتل کا یا اس کی بے عزتی کا ارادہ رکھتا ہو اور وہ مسلمان کسی کے گھر میں چھپ رہے ہے اور ظالم اس شخص سے دریافت کرے تو اس شخص کو جواب دینا چاہئے کہ میرے گھر میں نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان کا مال پاس ہو اور کوئی شخص اس کو غضب کرنا چاہے تو بھی یہ شخص کہدے کہ مال میرے پاس نہیں۔ بلکہ ایسی صورت میں جھوٹ بولنا واجب اور سچ بولنا ناجائز ہے اسی طرح اپنی جان و مال عزت و آبرو بچانے کے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔ (۲) اپنے گناہ کو چھپانے کے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز بلکہ واجب ہے اظہار گناہ جائز نہیں۔ مثلاً اگر کسی شخص سے زنا سرزد ہوا اور کوئی اس سے دریافت کرے تو وہ کہدے میں نے ایسا نہیں کیا۔ گناہ کا اظہار کرنا خود گناہ ہے۔

۲۴۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن ناپاک کاموں سے خدا نے منع فرمایا ان سے بچتے رہو اور اگر کسی سے ایسا گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اس کو اللہ کے پردے سے چھپا دے۔ یعنی اس کا اظہار نہ کرتا پھرے۔ (حاکم)

دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔ مثلاً ایک کے سامنے جا کر دوسرے کا حال بیان کرے کہ وہ تمہاری تعریف کرتے تھے اور اپنے قصور کا اقرار کرتے تھے۔ اسی طرح کی باتیں کرے جس سے اس شخص کی ناراضگی دور ہو جائے۔ دوسرے آدمی کے سامنے جا کر بھی ایسی باتیں کرے۔ حالانکہ دونوں نے ایسی باتیں نہ کی ہوں بلکہ ایک دوسرے کو بُرا کہا ہو تو اس طرح کا جھوٹ بھی جائز ہے بلکہ ثواب کی بات ہے۔ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز سے ایسی ہی صورتیں مراد ہیں۔ یعنی اصلاح ذات البین کے لئے جھوٹ بولنا گناہ نہیں ہے۔

۲۵۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جھوٹا نہیں جو دو آدمیوں کے درمیان صلح کرائے۔اور اچھی باتیں کہے اور ان سے بھی اچھی باتیں منسوب کرے۔یعنی فریقین سے ایسی باتیں کرے جو دونوں کو صلح سے قریب لانے والی ہوں۔(صحیحین)

لڑائی میں دشمن کو دھوکا دینے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔

۲۶۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑائی فریب ہے۔ الحرب خدعۃ۔(صحیحین)

اس سے مراد اس قسم کا جھوٹ ہے جس سے دشمن کو داؤں دیکر اس پر غالب آسکیں۔مثلاً عین جنگ میں دشمن سے کہیں کہ پیچھے سے ایک سوار آرہا ہے۔جب وہ ادھر متوجہ ہو تو اس پر وار کر دے۔لیکن عہد شکنی جائز نہیں مثلاً دشمن سے عہد ٹھہر جائے کہ چار ماہ تک آپس میں نہ لڑیں گے پھر اس میعاد کے اندر ناگاہ دشمن پر حملہ کر دے۔یہ عہد شکنی ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔

شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کو رضا مند کرنے کے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔

۲۷۔روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے (۱) آدمی کی اصلاح ذات البین منظور ہو۔(۲) کوئی بات لڑائی میں کہی جائے (۳) شوہر زوجہ کو راضی کرنے کے لئے یا زوجہ شوہر کو راضی کرنے کے لئے کچھ جھوٹ بول لیں تو ایسے جھوٹ کی گنجائش ہے۔(مسلم)

مثلاً عورت کچھ مال یا زیور طلب کرنے میں اصرار کرے۔مرد اس کو رضا مند کرنے کے لئے جھوٹا وعدہ کرے یا ایک ان میں سے دوسرے کو

رضامند کرنے کے لئے اس سے زیادہ محبت کا اظہار کرے جتنی کہ اس کے دل میں ہو تو یہ بھی جائز ہے۔

بچوں کو بہلانے کے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔ مثلاً بہلا پھسلا کر بچے کو مکتب بھیجدیں یا اس سے جھوٹے وعدہ کر لیں تو یہ بھی جائز ہے۔

بظاہر یہ مسئلہ اس حدیث کے خلاف ہے جو مشکوٰۃ شریف کے باب وعدہ کی دوسری فصل میں بروایت بیہقی و ابوداؤد وارد ہے۔ یعنی عبداللہ بن عامر نے بیان کیا کہ مجھے میری ماں نے بلایا اور کہا یہاں آؤ میں تمہیں ایک چیز دوں گی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا دوگی؟ میری ماں نے عرض کیا کھجور دوں گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کچھ نہ دوگی تو تمہارے ذمہ جھوٹ لکھا جائے گا۔ امام غزالیؒ نے اس شبہ کو دور کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو۔ جھوٹ ہے۔ جھوٹ بولنے والے کے ذمہ بہر حال اس کو لکھا جاتا ہے۔ لیکن ناجائز جھوٹ کو گناہ کی فہرست میں لکھا جاتا ہے اور جائز جھوٹ کو مباح باتوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا اس کا مقصد یہ تھا کہ جائز جھوٹ بولنے میں بھی احتیاط کرے۔

امام غزالیؒ نے یہ چند شکلیں جھوٹ کے جواز کی بیان کی ہیں اور لکھا ہے کہ ہر جھوٹی بات سے اتنا نقصان تو ضرور ہوتا ہے کہ سننے والے کو ایک غلط بات معلوم ہوتی ہے۔ سو جہاں کہیں سچ بولنے پر اس کے مقابلہ میں زیادہ نقصان ہوتا ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر سچ بولنے سے کسی مسلمان کے جان و مال کا نقصان ہوتا ہو تو سچ بولنا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی وقت جھوٹ بولنے سے جھوٹ کے ضرر کے مقابلہ میں زیادہ دینی

نفع حاصل ہوتا ہو تو ایسے مواقع پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ دو مسلمانوں میں صلح کرانے۔ نیز دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے بھی جھوٹ کے جواز کی یہی وجہ ہے۔ زن و شوہر میں باہم محبت کی بھی بہت تاکید ہے ان میں بگاڑ ہونے سے بہت سے نقصانات ہوتے ہیں لہذا اس منفعت کے لئے بھی جھوٹ بولنا جائز ہے مگر جب تک کام سچ سے نکلے جھوٹ نہ بولے کیونکہ جھوٹ کا جواز بضرورت ہے اور بقدر ضرورت ہے اور جو شخص جھوٹ بولنا شروع کر دیگا اور جھوٹ کا عادی ہو جائے گا تو وہ ان مواقع پر بھی جھوٹ بولنے لگے گا جہاں جھوٹ بولنا ناجائز ہے۔

بہت بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص جھوٹا مسئلہ بتائے یا جھوٹی حدیث بیان کرے یا کوئی جھوٹی بات کہہ کر یوں کہے کہ یہ کشف و الہام کے ذریعہ مجھے معلوم ہوئی ہے۔

۲۸۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر جھوٹ بولے یعنے مجھ سے جھوٹی بات کی نسبت کرے ایسی بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں سمجھ لے۔ (صحیح بخاری)

جھوٹے خواب کہنا بھی بڑا گناہ ہے۔

۲۹۔ جو شخص جھوٹے خواب سنائے گا اس کو قیامت کے دن عذاب دیں گے کہ وہ جو میں گرہ لگائے۔ (صحیح بخاری)

جو میں گرہ لگانا محال ہے اس لئے اس کا مفہوم یہ ہوا کہ اس کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ اور جو میں گرہ لگانے پر مجبور کیا جائے گا۔

جھوٹا دعویٰ پیش کرنا بھی بڑا گناہ ہے۔

۳۰۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دعویٰ کرے

ایسی چیز کا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں اور وہ اپنا گھر دوزخ میں بنالے۔ (صحیح مسلم)

جھوٹا نسب بیان کرنا مثلاً شیخ سے سید یا کسی سید کا اپنے آپ کو شیخ ظاہر کرنا بھی بڑا گناہ ہے۔

۳۱۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتائے اس پر جنت حرام ہے۔ (صحیحین)

۳۲۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات کہدے۔ (صحیح مسلم)

پس آدمی کو چاہیے کہ ہر سنی سنائی بات کو بے تحقیق نہ بیان کرے ورنہ جھوٹوں میں شمار ہوگا۔

تیسری فصل جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی دینے کے بیان میں

۳۳۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ یہ ہیں خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ جان بوجھ کر اپنے ارادے اور قصد سے کسی کو قتل کر دینا۔ اور جھوٹی قسم کھانا۔ (صحیح بخاری)

حدیث میں یمین غموس کے الفاظ ہیں۔ یمین غموس ماضی کے کسی واقعہ پر جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں۔ مثلاً گذشتہ دنوں ایک واقعہ ہوا۔ زید نے بکر کو قتل کیا اور ایک شخص نے قسم کھا کر کہا کہ زید نے بکر کو قتل نہیں کیا تو یہ یمین غموس ہے اور اسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرہ گناہ فرمایا ہے۔ غموس کے معنے ہیں غوطہ دینے والا۔ قسم کی صفت میں غموس کا لفظ اسلئے استعمال

کیا کہ جھوٹی قسم انسان کو گناہ میں غوطہ دیتی ہے اور یہی جھوٹی قسم ان کو جہنم میں غوطہ دینے کا سبب ہوگی۔

۳۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالےٰ قیامت کے دن تین آدمیوں سے کلام نہ کرے گا نہ ان کی جانب رحمت کی نظر سے دیکھے گا۔ (۱) وہ شخص جو اپنے دئے پر احسان جتائے یعنی کسی کے ساتھ کوئی سلوک کرنے کے بعد احسان جتانے والا (۲) وہ شخص جو جھوٹی قسم کے ذریعہ اپنے مال کو رواج دے اور اپنی تجارت کو جھوٹی قسم کھا کر بڑھائے۔ (۳) وہ شخص جو اپنے پاجامہ کو ٹخنوں سے ازراہ تکبر نیچے لٹکائے۔ (صحیح مسلم)

۳۵۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی قسم سے مال تو فروخت ہو جاتا ہے لیکن جھوٹی قسم کمائی کی برکت کو کھو دیتی ہے۔ (صحیحین)

اکثر دوکانداروں کی عادت ہوتی ہے کہ سودا بیچتے وقت جھوٹی قسم کھاتے ہیں ان دونوں حدیثوں میں اس عادت کی برائی اور مذمت کی گئی ہے۔ اور برکت کے سلب ہو جانے کا سبب فرمایا ہے۔

(۳۶) حدیث صحیح میں ہے کہ جھوٹی قسم گھروں کو برباد کر دیتی ہے۔

الیمین الفاجرۃ تدع الدیار بلاقع۔

یعنی جھوٹی قسم کے برے نتائج اور اثرات کے سبب گھر کے گھر ویران ہو جاتے ہیں اور آبادیاں ویرانوں کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

۳۷۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا ناحق مال لے لے تو قیامت دن جب وہ دربار خداوندی میں حاضر ہوگا تو خدا تعالیٰ اس پر غضب فرمائیں گے اور اس پر سخت غضبناک ہوں گے۔ (صحیحین)

اس موقعہ پر آپ نے اپنے کلام کی تصدیق کے لئے کلام پاک کی ایک آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے:۔" جو لوگ اللہ کو درمیان دے کر اور جھوٹی قسمیں کھا کر تھوڑا سا دنیاوی مال حاصل کر لیتے ہیں ان لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ خدا ان سے کلام نہ کرے گا۔ نہ ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور قیامت کے دن ان کو گناہوں سے پاک نہ کرے گا اور ان کو دردناک عذاب ہوگا ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئك لا خلاق لهم فی الآخرة ولا یکلمهم الله ولا ینظر الیهم یوم القیمة ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم۔

۳۸۔ جو شخص جھوٹی قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کا حق چھین لے خدا تعالٰے نے اس پر جنت حرام کی اور دوزخ کو واجب کیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ وہ تھوڑی چیز ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔ (مالک ونسائی)

ائمہ احناف کے نزدیک جھوٹی قسم کا جسے یمین غموس کہتے ہیں کفارہ نہیں۔ لیکن یمین منعقدہ توڑنے پر کفارہ لازم آتا ہے۔ یمین غموس ہم عرض کر چکے ہیں کہ ماضی کے کسی واقعہ پر جھوٹی قسم کھانے کو کہتے ہیں۔ اور یہ جھوٹی قسم سخت گناہ ہے اگرچہ اس قسم پر کفارہ نہیں ہے۔

یمین منعقدہ اُسے کہتے ہیں کہ جو آئندہ کی کسی بات پر قسم کھائے۔ مثلاً کوئی قسم کھا کر کہے کہ آج کھانا نہ کھاؤں گا یا فلاں شخص سے باتیں نہ کروں گا اس قسم کو یمین منعقدہ کہتے ہیں اور اس قسم کو توڑنے والے پر کفارہ لازم ہے۔ کفارہ یہ ہے۔ دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ان سب کو صدقہ فطر کے برابر صدقہ دے۔ یا دس مسکینوں کو

کپڑے پہنائے جن سے ان کا اکثر بدن ڈھک جائے۔ مثلاً ایک ایک کرتا ایک ایک پاجامہ یا ایک ایک چادر اور ایک ایک تہ بند دیدے۔ یا ایک غلام کو آزاد کر دے۔ اور اگر ان چیزوں میں سے کسی پر قدرت نہ ہو تو پے درپے تین روزے رکھے صدقہ فطر ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں یا ان کی قیمت کے برابر ہوتا ہے۔ صاع ۲۷۰ تولے کا اور نصف صاع ۱۳۵ تولے کا ہوتا ہے۔ یمین غموس کا گناہ زیادہ ہے۔ اس لئے اس کا کفارہ نہیں ہے۔ اس پر عذاب آخرت کی وعید ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے کسی اچھی بات کو چھوڑنے کی قسم کھائی مثلاً ماں یا باپ سے بات نہ کرنے کی۔ یا علم حاصل نہ کرنے کی تو اس کو چاہیے کہ اس قسم کو توڑ ڈالے اور کفارہ ادا کرے۔ یہ بات حدیث صحیح میں مذکور ہے۔ خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانا جائز نہیں۔

۳۹۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو اپنے ماں باپ کی قسم کھاؤ نہ ان کی قسم کھاؤ جن کو لوگ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ خدا کی بھی صرف سچی قسم کھاؤ۔ (ابوداؤد و نسائی)

۴۰۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے غیر خدا کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ (ترمذی)

بعض جاہلوں کو دیکھا ہے کہ خدا کی جھوٹی قسم کھانے سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا کسی بزرگ کی جھوٹی قسم کھانے سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں۔ چنانچہ میوات کے علاقے میں اکثر لوگوں کا شاہ مدار کے متعلق ایسا ہی حال ہے کہ وہ خدا کی جھوٹی قسم کھانے سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا شاہ مدار کی جھوٹی قسم کھانے سے۔ اسی طرح بعض جاہلوں کا بڑے پیر صاحب کے متعلق ایسا ہی

حال ہے۔ پس جو شخص غیر خدا کی قسم اس طرح کھائے کہ خدا کی طرح اسکی تعظیم کرے اور اس کو نفع و ضرر کا مالک سمجھے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اگر ہم اس کی جھوٹی قسم کھائیں گے تو تباہ ہو جائیں گے تو وہ بلا شک و شبہ مشرک اور کافر ہے۔ جو شخص ایسے اعتقاد کے بغیر باپ کی یا بیٹے کی یا اور کسی غیر خدا کی قسم کھائے۔ تب وہ کافر تو نہ ہوگا لیکن یہ بات بھی جائز نہیں۔ حدیث کی شرح کتابوں مثلاً لمعات وغیرہ میں یہ بات اسی طرح لکھی ہے۔

۴۱۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی شرک کے برابر کی گئی ہے۔ آپ نے یہ بات تین بار دوہرائی اور پھر کلام اللہ کی آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے: "اور تم ناپاکی سے یعنی بتوں سے بچو اور تم جھوٹ سے بچو خالص خدا کے بندے بن کر جو اس کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ۔

۴۲۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں خدا کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا ناحق خون بہانا اور جھوٹی گواہی دینا۔ (صحیحین)

چوتھی فصل وعدہ خلافی اور عہد شکنی کے بیان میں

۴۳۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی علامتیں تین ہیں، جب بات کہے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے وعدہ کا خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔ (صحیحین)

۴۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چار باتیں جس میں ہوں وہ پورا منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے ایک بات ہو تو اس میں نفاق کی ایک

علامت ہے، جب تک وہ اسے ترک نہ کرے۔ جب امانت رکھی جائے اس میں خیانت کرے۔ جب بات کہے جھوٹ بولے۔ جب وعدہ کرے، وفا نہ کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو بدزبانی کرے اور گالی دے۔ (صحیحین)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ منافق کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ دل میں کافر ہو اور ظاہر میں مسلمان۔ دوسرے یہ کہ اس کا ایمان کمزور ہو اور ایمان کی اس کمزوری کے سبب اس سے منافقوں کی سی باتیں سرزد ہوں اور اس کا ایمان اتنا قوی نہ ہو کہ اس کو گناہوں سے روکے کلام اللہ میں جو آیا ہے اِنَّ المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اس میں منافقین سے پہلے قسم کے منافق مراد ہیں۔ مذکورہ بالا حدیث میں منافق کا جو لفظ آیا ہے اس سے دوسری قسم کے منافق مراد ہیں۔ مشکوٰۃ کے باب الکبائر کی تیسری فصل کے آخر میں حضرت حذیفہؓ کا قول نقل ہے کہ نفاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں تھا۔ اب یا اسلام ہے یا کفر اس میں بھی نفاق سے نفاق کی پہلی قسم مراد ہے۔ دوسری قسم کے منافق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے فیض صحبت اور برکت کی وجہ سے بہت کم تھے۔ بعد میں بڑھنے لگے اور اب بہت ہیں۔ خلاصہ یہ کہ منافق کی دو قسمیں ہیں، ایک منافق فی العقیدہ اور دوسری منافق فی العمل۔ منافق فی العقیدہ یہ کہ ظاہر میں مسلمان باطن میں کافر۔ اور منافق فی العمل وہ جو ہو تو مسلمان لیکن جھوٹ بولنے وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت وغیرہ کرنے کا عادی ہو۔ مذکورہ حدیث میں جن منافقوں کا ذکر ہے وہ منافق فی العمل مراد ہیں۔ منافق فی العقیدہ نہیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہی ہے کہ منافق فی العقیدہ تو تھے لیکن حضورؐ کے زمانے میں منافق فی العمل نہ تھے۔ اور اب منافق فی العقیدہ نہیں ہیں بلکہ مسلمان

منافق فی العمل ہیں اور ان کے ایمان کمزور ہو گئے ہیں

۴۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا عہد نہیں اس کا دین نہیں۔ (بیہقی)

یعنے جو شخص عہد کی محافظت نہ کرے اور اس کو پورا نہ کرے اس کا ایمان نہیں۔ یعنی عہد شکن کا ایمان اس قدر کمزور ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے۔

۴۶۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہد شکن کے لئے جھنڈا ہو گا نزدیک اس کی مقعد کے اور جیسی بڑی عہد شکنی ہو گی۔ اتنا ہی وہ جھنڈا بلند کیا جائے گا۔ اور سب سے بڑی عہد شکنی بادشاہ کی ہے۔ (صحیح مسلم)

مطلب یہ ہے کہ عہد شکن کی پُشت کی جانب ایک جھنڈا ہو گا۔ اور جس درجے کی عہد شکنی ہو گی اُسی قدر جھنڈے کا طول ہو گا۔ سب سے بڑی عہد شکنی خلیفۂ وقت کی ہے یعنی خلیفہ اور بادشاہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر بدون کسی عذر شرعی کے بیعت کو توڑ دے اور خلیفۂ وقت کی اطاعت سے نکل جائے۔

مسئلہ:۔ اگر وعدہ کرتے وقت وعدہ کو پورا کرنے کی نیت ہو اور پھر کسی عارض کی بنا پر وعدہ کو وفا نہ کر سکے تو گنہگار نہیں۔ اسی مضمون کی ایک حدیث ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔ لیکن اگر وعدہ کے وقت ہی یہ ارادہ ہو کہ وعدہ کو پورا نہ کرے گا تو نفاق کی علامت اور گناہ کبیرہ ہے۔

مسئلہ اگر کسی بُرے کام مثلاً ناچ کی محفل میں جانے کا یا رشوت دینے کا وعدہ کرے تو اس کا پورا کرنا جائز نہیں۔

پانچویں فصل چغل خوری اور افشائے راز کے بیان میں

ایک شخص کی بات دوسرے کے سامنے اس طرح بیان کرنا کہ اس سے خرابی اور جھگڑا ہو چغلی اور نمیمہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو اپنے گھر میں بُرا کہا تو کوئی آدمی اس سے جاکر کہے کہ فلاں شخص نے تجھ کو بُرا کہا تو یہ چغلی ہے۔ اسی کو نمیمہ کہتے ہیں۔ اردو کا محاورہ ہے اِدھر کی اُدھر لگاتا۔ اہل زبان بولا کرتے ہیں۔ فلاں شخص تو اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرتا ہے۔ ایسا شخص بہت خطرناک اور امن کا دشمن ہوتا ہے۔

۴۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چغل خور بہشت میں نہ جائے گا۔ (صحیحین)

۴۸۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ایک بات کہے پھر وہاں سے چلا جائے تب اس کی یہ بات امانت ہے۔ پس جو شخص بھید کسی کا ظاہر کرے اس نے گویا امانت میں خیانت کی۔ (ابو داؤد و ترمذی)

اس سے پہلے ایک حدیث نقل کی گئی ہے کہ امانت میں خیانت منافق کا کام ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔

۴۹۔ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔ لا ایمان لمن لا امانۃ لہٗ۔ (بیہقی)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے قتل ناحق کا یا اس کو بے آبرو کرنے کا یا کچھ اور ظلم کرنے کا تذکرہ کرے اور یہ باتیں اس مسلمان سے اس کی حفاظت کے خیال سے کہدی جائیں تو یہ بات جائز ہے۔ یعنی اگر کسی مسلمان کو نقصان سے بچانے کی نیت سے اس کے مخالف کے

پروگرام اور اس کی اسکیم سے اس مسلمان کو آگاہ کردے تو گناہ نہیں۔

چھٹی فصل دورویہ اور دورُخی پالیسی کے بیان میں

دورویہ اسے کہتے ہیں جو دو مخالفوں میں سے ہر ایک سے اسی کی سی بات کہے۔

۵۰۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب آدمیوں سے بُرا دورویہ آدمی کو پاؤ گے جو دو مخالف لوگوں میں سے ہر ایک سے ان کی سی بات کہے۔ (صحیحین)

۵۱۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دنیا میں دورویہ ہو۔ قیامت میں اس کی دو زبانیں ہوں گی۔ (دارمی)

مسئلہ :۔ جو آدمی دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے ان دونوں میں سے ہر ایک کے سامنے اس کی سی بات کہے تو اس پر دورویہ ہونے کا گناہ نہیں۔ جیسا کہ جھوٹ کے بیان میں تحریر کیا گیا۔

ساتویں فصل شعر اور شاعری کے بیان میں

۵۲۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ اور کچلہو سے بھر جائے کہ وہ پیپ اس کو تباہ کردے تو یہ بہتر ہے کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرے۔ (بخاری مسلم)

مطلب یہ ہے کہ اشعار قبیحہ بکثرت یاد کرنے اور اپنے پیٹ کو شعروں سے بھرنا اس کے مقابلے میں یہ بہتر ہے کہ پیٹ میں پیپ بھر جائے کہ اس پیپ سے وہ ہلاک اور تباہ ہو جائے۔

۵۳۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مکہ کی راہ میں واقع بمقام) عرج سے گذر رہے تھے کہ ناگاہ ایک شاعر سامنے آیا جو مدہوشی کے عالم میں اشعار پڑھتا چلا جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ پکڑو شیطان کو۔ (صحیح مسلم)

یہ بات بری ہے کہ آدمی شعر و شاعری میں اس طرح مشغول ہو کہ بیشتر اوقات اسی شغل میں رہے اور ذکر الٰہی یا دیگر دینی و دنیوی امور کا مطلق دھیان نہ رکھے۔ اسی طرح کے شاعر کو حضور نے شیطان قرار دیا ہے۔ ورنہ شعر و شاعری ممنوع نہیں۔

۵۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شعر و شاعری بھی ایک قسم کا کلام اور باتیں ہیں۔ ان میں جو باتیں اچھی ہیں وہ اچھی ہیں اور جو باتیں بری ہیں وہ بری ہیں۔ (دار قطنی)

یعنے جو باتیں نثر میں اچھی یا بری ہیں وہی باتیں نظم میں بھی اچھی یا بری ہیں۔

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شاعروں میں جو یہ باتیں مشہور ہیں یہ سراسر غلط ہیں کہ شعر و شاعری میں سب کچھ کہہ ڈالنا جائز ہے۔ خواہ وہ کلمات کفر ہی کیوں نہ ہوں۔ نیز یہ قول بھی سراسر غلط ہے کہ شاعروں کے لئے وہ باتیں جائز ہیں جو دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا جو بات نثر میں بری ہے وہ نظم میں بھی بری ہے۔ پس اگر کوئی شاعر اپنے اشعار میں ایسے مضامین باندھے جن سے کسی پیغمبر کی شان میں گستاخی یا باری تعالٰی کی بے ادبی ہو یا کوئی اور کفریہ بات ہو تو وہ شاعر کافر ہو جائے گا۔

ایک شاعر سے اس بارہ میں گفتگو ہوئی تو ان کو کچھ تامّل ہوا وہ کہنے لگے کہ قدیم زمانہ سے شعراآزاد ہیں اور جو کچھ دل میں آتا ہے بیباکی سے کہہ ڈالتے ہیں۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ اگر تم اپنے والد کی شان میں کچھ گستاخانہ باتیں کہو تو اس کو بے ادبی اور برا سمجھو گے یا نہیں؟ کہنے لگے بیشک برا سمجھوں گا۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ خداوند تعالیٰ اور انبیائے کرام کا حق ماں باپ سے زیادہ ہے۔ جب ماں باپ کی بے ادبی جائز نہیں تو خدا تعالیٰ اور انبیائے کرام کی بے ادبی کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ وہ بات کو سمجھ گئے اور آئندہ کے لئے انہوں نے اس قسم کے اشعار سے توبہ کر لی۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ شاعری کچھ مضامین کفریہ پر موقوف نہیں۔ مضامین کفریہ کو شعر میں لائے بغیر بھی اچھا کلام کہا جا سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ مبالغہ، استعارہ اور تشبیہ مثلاً یہ کہنا کہ محبوب کا منہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہے یا ممدوح کا گھوڑا ہوا سے زیادہ تیز رو ہے نظم و نثر دونوں میں جائز ہے۔ اس سے جھوٹ کا گناہ لازم نہیں آتا۔ کیونکہ جھوٹ یہ ہے کہ اس سے سننے والے کو ایک غلط ادراک حاصل ہو اور وہ بات غلط سمجھ جائے۔ جہاں تک ان باتوں میں مبالغہ استعارہ اور تشبیہ کا سوال ہے سننے والے کو اس سے غلط ادراک نہیں ہوتا۔ ایسے کلام کو سن کر ہر شخص سمجھ لیتا ہے کہ معنیٰ حقیقی مراد نہیں صرف تعریف مقصود ہے۔ اس طرح کی بعض عبارتیں حدیث میں بھی آئی ہیں۔

۵۵۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کے گھوڑے کو مثل دریا کے تیز رفتار قرار دیا تھا۔ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے۔

آٹھویں فصل سجع اور تکلف کے بیان میں

سجع کے معنے ہیں تک بندی۔ یعنے قافیہ دار عبارت بولنا یا لکھنا۔ تکلف سے مراد ہے بناوٹ سے باتیں کرنا۔

۵۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہوئے وہ لوگ جو بناوٹ سے باتیں کرتے ہیں۔ یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی (صحیح مسلم) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بطریق ریا زبان اور تالو سے بنا بنا کر باتیں کرنے نیز عبارت آرائی پر یہ حدیث حاوی ہے۔

۵۷۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے مجھے محبوب تر اور قیامت میں مجھ سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق بہت اچھے ہیں اور میرے نزدیک تم میں سے مبغوض تر اور مجھ سے دور تر وہ لوگ ہیں جو بداخلاق ہیں اور جو بہت باتیں کرنے والے ہیں۔ اور جو تالو و زبان سے بنا بنا کر فصاحت ظاہر کرنے والے ہیں اور جو از راہ تکبر لمبی باتیں کرنے والے ہیں۔ (ترمذی و بیہقی)

۵۸۔ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آدمیوں میں سے اللہ تعالےٰ مبغوض رکھتا ہے، مبالغہ کرنیوالے کو اور اس کو جو زبان کو لپیٹتا ہے بات کہنے میں جیسے زبان کو گھاس کھانے میں لپیٹتی ہے۔ یعنی بنا بنا کر اور چبا چبا کر باتیں کرتا ہے (ابوداؤد و ترمذی)

۵۹۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا۔ واقعہ یہ تھا کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں جو باہم سوکنیں تھیں یعنی ایک

خاوند کی دو بیویاں تھیں۔ کسی بات پر آپس میں لڑ پڑیں۔ ایک نے دوسری کے پتھر یا خیمہ کی لکڑی پھینک ماری جس سے دوسری عورت کے پیٹ سے جو حاملہ تھی بچہ مر کر باہر نکل آیا اور یہ (مضروب) عورت خود بھی مر گئی۔ جب یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اس بچے کا خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ پہلی عورت کے پدری رشتہ دار خون بہا ادا کریں۔ اس پر اس عورت کے کسی پدری رشتہ دار نے ایک مقفی جملہ کہا کیف اغرم من لا شرب ولا اکل ولا نطق ولا استھل ومثل ذلك بطل۔ یعنی بھلا ایسا بچہ جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا اور نہ رویا اس بچے کا خون بہا ادا کریں ایسے بچے کا خون تو اس قابل ہے کہ اسکو نظر انداز کر دیا جائے۔"

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی اس مقفی اور مسجع عبارت کو ناپسند فرمایا اور کہا کہ یہ کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے (امام مالک، نسائی، ابوداؤد، صحیحین) کاہن وہ لوگ ہیں جو مستقبل کے متعلق لوگوں کو جھوٹی سچی باتیں سنایا کرتے تھے اور ان سے نذر نیاز قبول کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ ہمیشہ مقفی اور مسجع عبارتیں بولتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو کاہنوں کا بھائی قرار دیا اور اس کی اس بات کو ناپسند فرمایا۔ عام معاملات میں اور روزمرہ کی بول چال میں تک بندی اور قافیہ دار عبارتیں بولنا منع ہے لیکن دعا میں خطبے میں اور کتاب میں مترادف الفاظ کے استعمال میں مضائقہ نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ آپس کی بول چال میں بناوٹ اور بنا بنا کر باتیں کرنا ناپسندیدہ ہے۔ البتہ ہم معنی الفاظ کا بلا تکلف استعمال دعا میں۔ خطبے میں یا تحریر میں ادا کئے جائیں تو جواز کی گنجائش ہے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سادگی اور بے تکلفی کو پسند فرماتے تھے اور بناوٹ اور تکلف کو ناپسند فرماتے تھے۔ وما انا من المتکلفین۔ (پ ۲۳)

نویں فصل تمسخر اور دل لگی اور چہل کے بیان میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! تمسخر نہ کریں تم میں سے مرد، مردوں سے، شاید کہ وہ جن سے تمسخر کرتے ہیں وہ تمسخر کرنے والوں سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے، شاید کہ وہ عورتیں بہتر ہوں ان سے اور نہ آپس میں عیب گیری کرو۔ نہ ایک دوسرے کے برے لقب رکھو۔ یا ایہا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم الخ (پ ۲۶) سورہ حجرات۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی کسی سے تمسخر کرے اور ٹھٹھا بازی و استہزا سے کسی کی آبرو کھوئے۔ حقیقت حال کسی کو معلوم نہیں ہے۔ شاید جس کا تمسخر اور استہزا کیا جا رہا ہے وہی اچھا ہو تو دوسروں کے لئے بڑی قباحت کی بات ہوگی۔ نیز عیب گیری اور عیب چینی سے منع فرمایا ہے کہ کسی شخص کو ناحق عیب لگانا یا کسی کا عیب ظاہر کرنا بہت ہی برا ہے۔ اس آیت میں برے لقب رکھنے سے بھی روکا ہے برے لقب سے مراد ہے ایسا لقب جو دینی یا دنیوی برائی پر دلالت کرے مثلاً کسی کو گنجا یا فاسق کا لقب دے۔

۶۰۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی سے نہ تو جھگڑا کرو نہ اس سے مخول کرو۔ نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جس کی تم خلاف ورزی کرو۔ (ترمذی)

۶۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی بعض باتیں اسلئے

کہتا ہے کہ لوگ ان کو سنکر ہنسیں لیکن ان باتوں کے باعث وہ گر پڑتا ہے
زیادہ دور اس سے جو آسمان وزمین کے درمیان ہے۔ یعنی زمین و آسمان
کے درمیان جو فاصلہ ہے اس فاصلے کی مقدار سے بھی زیادہ دوزخ کی طرف
گر پڑتا ہے۔ اور رحمت الٰہی سے آسمان وزمین کے فاصلہ کی مقدار سے بھی
زیادہ دور ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

مسئلہ: مزاح کی ایسی باتیں جائز ہیں جن میں کسی کو رنج نہ ہو اور کسی
کی بے عزتی نہ ہو اور بات غلط نہ ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ایسا ہی مزاح منقول ہے۔

۶۲- صحیح ترمذی میں ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے سواری طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ میں اونٹنی کا بچہ تیری سواری
کے لئے دوں گا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا۔
آپ نے فرمایا اونٹ اونٹنی کے بچے نہیں ہوتے تو کس کے بچے ہوتے ہیں (صحیح ترمذی)

۶۳- گاؤں کا ایک باشندہ زاہر بن حرام تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے اکثر دیہات کے تحائف لایا کرتا تھا۔ آپؐ شہر کی چیزیں اس کو
خرید دیا کرتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے زاہر ہمارا اعرابی ہے اور ہم اس کے
شہری ہیں۔ آپؐ اس کے ساتھ محبت سے پیش آتے تھے وہ سیاہ فام تھا۔
ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لائے۔ وہ اپنا کچھ سودا
فروخت کر رہا تھا۔ آپ نے پیچھے سے جا کر اس کی کولی بھر لی اور آنکھوں پہ ہاتھ
رکھ دیا۔ اس نے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ کہنے لگا کون ہے؟ مجھے چھوڑ۔ پھر جب منہ
پھیر کر آپؐ کو دیکھا اور پہچانا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اپنی پیٹھ کو حضورؐ
کے سینہ مبارک سے خوب ملا دیا تاکہ جسم اطہر کی برکت حاصل کرے۔ آپؐ فرمانے

لگے اس غلام کو کون خریدتا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے فروخت کریں گے تو بہت کم قیمت پائیں گے۔ یعنی میں بہت گھٹیا مال ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا خدا کی قسم تم اللہ کے نزدیک کم قیمت نہیں ہو۔ وَاللّٰهِ مَا أَنْتَ بِكَاسِدٍ۔ (شرح السنۃ)

۶۴۔ عوف بن مالک نے بیان کیا کہ غزوۂ تبوک میں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ چمڑے کے چھوٹے سے خیمہ میں تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا اندر آؤ۔ میں نے کہا میں پوری طرح (خیمہ کے اندر) آؤں۔ آپ نے فرمایا کہ "ہاں پوری طرح اندر آؤ۔ (ابو داؤد)

خیمہ کے چھوٹے ہونے اور گنجائش نہ ہونے کے سبب انہوں نے یہ بات عرض کی کہ پوری طرح اندر آؤں اور آپ نے اسی طرح اس کا جواب دیا۔ اسی طرح کا مزاح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

۶۵۔ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہم سے مزاح کیا کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا لیکن میں سچ بات کہتا ہوں یعنی مزاح اور خوش طبعی میں بھی سچ بولتا ہوں۔ ایسا مزاح اور مذاق نہیں کرتا جو کذب کو یا دروغ گوئی کو شامل ہو۔ (ترمذی)

دیکھو! پہلی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو جو اونٹنی کا بچہ کہا تو یہ بالکل درست ہے۔ آپ نے زاہر کو غلام کہا اور وہ خدا کے بندے یعنی خدا کے غلام تھے۔ حاصل یہ کہ ایسا مزاح جس میں کسی مسلمان کو رنج اور تکلیف نہ پہونچے اور انبساط قلب کے لئے کہا جائے جائز ہے۔ جس مزاح میں کسی مسلمان کی تذلیل ہو یا اسے تکلیف پہونچے

یا بیہودہ باتیں ہوں جن سے لوگ قہقہے لگائیں یا گالی اور فحش ہو۔ ایسا مزاح جائز نہیں۔ ایسے مزاح سے انسان خدا کی رحمت سے آسمان و زمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ دور ہو جاتا ہے۔

۶۶۔ بہت ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ اور چہرہ کا نور کھو دیتا ہے۔ (بیہقی۔ مشکوۃ شریف)

پس جو بات دل لگی کی ہو اور اس کی وجہ سے اکثر ہنسی اور قہقہے بلند ہوں وہ بات درحقیقت دل کو مردہ کرتی ہے۔ دل کو مردہ کرنے مطلب یہ ہے کہ دل اللہ تعالےٰ کی جانب متوجہ نہ رہے اور نرمی ورحم اور رافت دل میں نہ رہے۔ دل کے زندہ ہونے سے مراد یہ ہے۔ دل خدا کے نور سے بھرا ہوا ہو۔ دین کی باتیں سن کر بہت رونا آئے۔ اور دین کی باتوں سے دل کو سکون حاصل ہو۔ لیکن یہ عجیب اور الٹی بات ہے کہ محاورے میں زندہ دل اس کو کہتے ہیں جو بہت ہنسنے ہنسانے والا ہو۔ ع

خرد کا نام جنوں رکھدیا جنوں کا خرد

لوگ عام طریقے سے کہا کرتے ہیں ؎

زندگی زندہ دلی کا نام ہے مردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

بہت بری قسم کی چھل یہ ہے کہ سسرالی رشتہ داروں سے مثلاً سالی سلہج۔ سمدھی سمدھن یا بھاوج اور دیور میں مذاق ہو جس میں بیشتر فحش اور بیہودہ باتیں ہوتی ہیں۔ مسلمانانِ ہند میں یہ رسم ہندوؤں کے اختلاط اور اُن کے اثر سے آئی ہے۔ بعض شہروں اور قصبوں میں اس کا بہت رواج ہے۔ لیکن اس چھل میں کئی طرح کے گناہ ہیں۔ ایک بے جا چھل جس کا نتیجہ حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان رحمت الٰہی سے نہایت دور ہو جاتا ہے

دوسرے فحش اور بے حیائی کی باتیں بکنا۔ تیسرے نامحرم عورت کا بوضع ناجائز سامنے آنا۔ چوتھے نامحرم عورت سے ناجائز باتیں کرنا۔ پانچویں عورت کے شوہر یا بھائی یا باپ کا اس بات کے لئے گنہگار ہونا کہ انہوں نے عورت کو بے حیائی اور بے پردگی سے منع نہیں کیا۔ خداوند تعالے تمام مسلمانوں کو اس طرح کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دسویں فصل لعنت کرنے اور کافر کہنے کے بیان میں

۶۷۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کے مانند ہے۔ (صحیحین)

قتل کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کرنے کو قتل کے مانند قرار دیا ہے۔ اس سے لعنت کرنے کی برائی ظاہر ہے۔

۶۸۔ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان لعنت کرنیوالا نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

یعنے لعنت کرنا ایمان کے خلاف ہے۔

۶۹۔ روایت ہے کہ ایک شخص کی چادر کو ہوا اُڑاتی تھی۔ اس نے ہوا پر لعنت کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہوا کو لعنت مت کرو ہوا تو خدا کے حکم سے چلتی ہے۔ جو شخص ایسی چیزوں کو لعنت کرے جو لعنت کی سزاوار نہیں اور لعنت کی مستحق نہ ہوں۔ تو لعنت اسی شخص پر پھر پھر کر اُلٹ آتی ہے۔ اور لعنت کرنے والے ہی پر پڑجاتی ہے۔ (ترمذی اور ابوداؤد)

۷۰۔ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

بیشک جب کوئی لعنت کرتا ہے کسی چیز پر تو لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ پس آسمان کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ پھر لعنت زمین کی طرف اترتی ہے پر زمین کے دروازے بھی اس پر بند ہو جاتے ہیں پھر وہ دائیں بائیں چلتی ہے۔ جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی تو اس شخص کیطرف جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی ہے اگر وہ قابل لعنت کے ہوتا ہے تو اس پر پڑجاتی ہے ورنہ کہنے والے پر اولٹ آتی ہے۔ (ابوداؤد)

مسئلہ:۔ جس شخص کا بالیقین کفر پر مرجانا ثابت ہو، جیسے ابوجہل وفرعون تو اس کو لعنت کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی کافر کو بھی جو زندہ ہو لعنت جائز نہیں کیونکہ اس امر کا امکان ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے اور لعنت کے قابل نہ رہے تو جیسا حدیث میں ذکر آیا کہنے والے پر لعنت اُلٹ آئے۔

مسئلہ:۔ لعن بالوصف جائز ہے جیسے کوئی شخص کہے لعنت ہے یہودی پر یا کافر پر یا چور پر۔ اس طرح کی لعنت بعض حدیثوں میں بھی آئی ہے لیکن اگر تعین کے ساتھ ان میں سے بھی کسی کو لعنت کی گئی تو وہ ناجائز ہے۔

کافر کہنے کی ممانعت

۷۱۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو کہنے والے کی بات اسی پر اُلٹ آئیگی۔ (صحیح بخاری)

۷۲۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کو کافر یا دشمن خدا کہے اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ بات کہنے والے پر اُلٹ آتی ہے۔ (صحیحین)

لعنت کے اُلٹ آنے سے مراد یہ ہے کہ اگر صالح کو فاسق کہے تو

کہنے والا خود حقیقت میں فاسق یعنے بڑا گناہ گار ہو جاتا ہے اور اگر مسلمان کو کافر کہے اس طرح کہ کسی کے عقیدۂ اسلامی کو کفر سمجھتا ہو تو بھی کہنے والا حقیقت میں کافر ہو جائے گا۔ اور اگر عقیدہ سے کافر نہ کہا بلکہ سخت کلامی میں کافر کہا تو حقیقتاً کافر تو نہ ہوگا لیکن یہ گناہ کفر کے بہت قریب ہے یعنی کسی اسلامی عقیدے کی بنا پر کافر کہنا تو خود مستوجب کفر ہے۔ اور اگر عقیدۂ اسلامی کی بنا پر تو کافر نہ کہا لیکن ایسا کہنا خود اتنا بڑا گناہ ہے جو کہنے والے کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

گیارھویں فصل۔ گالی اور فحش گوئی اور بدزبانی کی بیان میں

۷۳۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا بڑے گناہ کی بات ہے اور مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے۔ یعنے کفر کے برابر ہی سمجھئے

۷۴۔ بہ سند صحیح روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گالی بکنے والے اور بے حیائی کی بات کہنے والے کے پاس اسلام میں سے کچھ نہیں۔ (امام احمد ابن ابی الدنیا)

۷۵۔ بہ سند جید روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فحش بکنے والے کو اور بے حیائی کی بات کہنے والے کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا۔ (طبرانی)

۷۶۔ طعنہ دینے والا۔ لعنت کرنے والا۔ فحش بکنے والا اور بیہودہ گو مسلمان نہیں ہے۔ (ترمذی و بیہقی)

یعنی یہ ایسے گناہ ہیں جو اسلام سے دور ہیں اور مسلمانوں میں نہ ہونے چاہئیں۔

۷۷۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا اور لحاظ کر کے بات کہنا ایمان کی دو شاخیں ہیں۔ فحش بدزبانی اور بے دھڑک بات کہنا نفاق کی دو شاخیں ہیں۔ (ترمذی)

۷۸۔ بہ سند صحیح روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو شخص آپس میں گالی گلوچ کرتے ہیں وہ دونوں شیطان ہیں کہ آپس میں جھوٹ کہتے اور بیہودہ بکتے ہیں۔ (احمد و ابوداؤد۔ طیالسی)

۷۹۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو اشخاص باہم گالی گلوچ کرتے ہیں تو ابتدا کرنے والے پر گناہ ہوتا ہے۔ جب تک کہ دوسرا زیادہ نہ کہے۔ (صحیح مسلم)

یعنے ایک شخص نے جس قدر بے جا باتیں کہی ہوں اگر دوسرا اتنا ہی جواب دے تو سب گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوتا ہے اور جب وہ زیادہ کہہ دیتا ہے تو دونوں گناہ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ بہر حال مدافعت کی اجازت ہے لیکن عفو اور درگذر کرنا بہتر ہے۔

۸۰۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات بھی کبیرہ گناہوں میں شامل ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ لوگوں نے عرض کیا کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ کوئی شخص کسی کے ماں باپ کو گالی دے اور وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے۔ (امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

یعنے جب کسی شخص کے ماں باپ کو گالی دی تو اپنے ماں باپ کو بھی گالی سنی۔ گویا خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دی۔ یعنی یہ شخص جس نے کسی کے ماں باپ کو گالی دے کر اپنے ماں باپ کو گالی دلوائی تو یہ اپنے ماں باپ

گالی دلوانے کا سبب بنا۔ ہمارے دور میں تو براہ راست ماں باپ کو گالی دیتے ہیں۔ جو بات صحابہ کے زمانے میں ناممکن سمجھی جاتی تھی وہ آج ممکن الوقوع ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

۸۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمانہ کو گالی دے کر ابن آدم مجھے ایذا پہونچاتا ہے۔ زمانہ میں ہوں میرے ہاتھ میں سب کام ہے میں الٹ پلٹ کرتا ہوں دن رات کو۔ (صحیحین)

آفات و حوادث کے لئے زمانہ کو جو برا کہا جاتا ہے یہ درست نہیں ہے۔ زمانہ کو برا کہنا ان آفات و حوادث کے پیدا کرنے والے کی طرف یہ برائی لوٹتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ اسی لئے حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ زمانہ کو اس طرح گالی دینا اور برا بھلا کہنا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسی باتوں سے پرہیز کریں اور اللہ تعالیٰ کی ایذا رسانی کا ارتکاب نہ کریں۔

۸۲۔ مرے ہوئے لوگوں کو گالی نہ دو وہ پہونچ گئے اپنے کئے ہوئے کاموں کو۔ (صحیح بخاری)

مُردوں کو برا نہیں کہنا چاہیئے۔ ان کے جیسے اعمال تھے وہ انہوں نے بھگتے۔ اگر انہوں نے اچھے کام کئے تھے تو اب ان کو برا کہنا بہت برا ہے اگر انہوں نے برے کام کئے تھے تو اب وہ اس کے عذاب میں مبتلا ہوں گے ان کو تمہارا برا کہنا بے کار اور فضول ہے۔ کسی ایسی چیز کا کھلم کھلا نام لینا جس کا چھپانا حیا میں داخل ہے فحش کہلاتا ہے۔ مثلاً پیشاب و پاخانہ کے اعضا کا نام لینا۔ یا مباشرت کے لئے غیر سنجیدہ اور بازاری الفاظ استعمال کرنا۔ یا یوں کہنا کہ جورو نے فلاں بات کہی ہے۔ ایسے مواقع پہ یہ کہنا چاہیئے

کہ گھر میں یہ بات کہی ہے۔ بدترین گالی وہ ہے جس کو قذف کہتے ہیں کہ پارسا عورت یا مرد کو زنا کی تہمت لگائی جائے جو گناہ کبیرہ ہے۔

۸۳۔ چنانچہ حدیث شریف میں بروایت ابوداؤد و نسائی وارد ہے اور کلام اللہ میں ایسے شخص کو فاسق کہا ہے اور اس کی سزا اسّی درّے مقرر کئے گئے ہیں۔ ایسے شخص کی شہادت ساری عمر قبول نہیں کی جاتی۔ اس کے مسائل کی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں موجود و مذکور ہیں۔ کتب فقہ کا باب حد القذف ملاحظہ کیا جائے۔

۸۴۔ جو شخص اپنی لونڈی یا غلام کو زنا کی تہمت لگائے تو قیامت کے دن اس کے کوڑے لگیں گے۔ (صحیحین)

قذف کا شرعی حکم یہ ہے اگر کسی آزاد مرد یا عورت پر جو غلام نہ ہوں زنا کی تہمت لگائی جائے تو حاکم ایسا الزام لگانے والے کے ۸۰ کوڑے مارے گا۔ لونڈی و غلام پر ایسی تہمت لگانے والے کو ۸۰ کوڑے مارنے کا حکم نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا بدلہ لیں گے اور جس لونڈی یا غلام کو عیب لگایا ہوگا۔ اس عیب لگانے والے کے اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔

بارھویں فصل بے ادبی کے بیان میں

ماں باپ کی بے ادبی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ماں باپ کو اُف بھی نہ کہہ اور نہ انہیں جھڑک۔ ان سے ادب کے ساتھ بات کر۔ عرب ناخوشی کے وقت اُف کہا کرتے ہیں۔ یہاں ایسے مواقع پر ہوں کا لفظ بولا جاتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمے میں لفظ اُف کا

ترجمہ ہوں۔ سے کیا ہے۔ اللہ تعالے نے ماں باپ کو یہ لفظ کہنے سے بھی منع فرمایا ہے تو اور دوسری باتیں جن میں اس سے زیادہ بے ادبی ہے کس حد تک خدا تعالے کی ناراضگی کا موجب ہوں گی۔ یہ بات سمجھ لینی چاہیے۔

۸۵۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کا ناخوش کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ (صحیحین)

۸۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ دینے کے بعد لوگوں پر احسان جتانے والا اور ماں باپ کو ناخوش کرنے والا ہمیشہ شراب پینے والا بہشت میں نہ جائے گا۔

۸۷۔ ایک طویل حدیث ہے کہ اللہ تعالے شب برات کو قبیلۂ بنی کلب کے بھیڑوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ لیکن ماں باپ کو ناخوش کرنے والوں اور ناراض کرنے والوں کو رحمت کی نظر سے نہیں دیکھتا۔

۸۸۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چچا باپ کی مانند ہے۔ (صحیحین)

۸۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹے بھائیوں پر بڑے بھائی کا حق ایسا ہی جیسا باپ کا اولاد پر۔ (بیہقی)

۹۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی نیکی کی بات یہ ہے کہ انسان اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ سلوک کرے۔ (صحیح مسلم)

ان احادیث سے ظاہر ہے کہ قریبی رشتہ داروں میں دادا اور چچا اور بڑا بھائی۔ باپ کا سا درجہ رکھتے ہیں۔ اور جو بزرگ ہیں۔ ان کا ادب

باپ کے دوستوں کا بھی ادب کرنا چاہیئے۔ استاد اور مرشد کا ادب بھی باپ کی طرح کرنا چاہیئے۔

علماء کا قول ہے کہ علم دینیہ کے استاد کا مرتبہ باپ سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ باپ دنیاوی اور دنیوی تربیت کا سبب ہوتا ہے اور استاد اخروی زندگی کا اور بہشت کی نعمتوں کا ذریعہ بنتا ہے۔ ان سب کا ادب ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

مولانا روم فرماتے ہیں ؎

از خدا خواہیم توفیقِ ادب　　بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

تیرھویں فصل مدح۔ خوشامد اور تفاخر کے بیان میں

احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ مدح میں ۶ آفتیں اور خرابیاں ہیں ان میں سے چار مدح کرنے والے کے لئے اور دو ممدوح کے لئے ہیں۔ مدح کی یہ چار خرابیاں مدح کرنے والے کے لئے ہیں (۱) مدح میں جھوٹ کہے اور حد سے زیادہ مبالغہ کرے۔ جھوٹ کی برائی تو اوپر مذکور ہوئی مبالغہ کی خرابی اور نقصان کو یہاں سمجھ لینا چاہیئے۔

۹۱۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تعریف میں اتنی زیادتی مت کرو۔ جیسے عیسائیوں نے حضرت مسیح کی تعریف میں کی ہے۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ بس تم مجھے خدا کا بندہ اور اسکا پیغمبر ہی کہو۔ (صحیحین)

تعریف میں مبالغہ کرکے ولی کو پیغمبر کے برابر کر دینا پیغمبروں سے بھی بڑھا دینا بہت بڑا گناہ بلکہ کفر ہے۔ دنیا داروں کی بھی حد سے زیادہ تعریف کرنا اور جو صفات ان میں نہ ہوں وہ صفات ان میں بیان کرنا نہایت برا ہے (۲) مدح کرنے والے کے لئے ایک اور خرابی یہ ہے کہ وہ ریا سے تعریف

کرے یعنے دل میں ممدوح کو ویسا نہ سمجھا ہو جیسا کہ زبان سے ظاہر کرے دل میں کچھ اور ظاہر میں کچھ۔ یہ نفاق کی بات ہے اور اس کی خرابیاں تحریر کی جا چکی ہیں (۳) نیز مدح میں ایسا وصف بیان کرے جس کے ممدوح میں پائے جانے کا اس کو پوری طرح علم نہ ہو۔ مثلاً ممدوح کے متعلق کہے کہ وہ بڑا زاہد اور متقی ہے۔ ظاہر ہے کہ زہد و تقویٰ کا حال ہر ایک کو معلوم نہیں ہو سکتا

۹۲۔ تم میں سے کوئی اگر کسی کی تعریف کرے تو یوں کہے میں اسے ایسا سمجھتا ہوں۔ خدا پر رکھ کر کسی کی تعریف نہ کرے۔ (صحیحین)

خدا پر رکھ کر تعریف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بعض باتوں کا حال خدا ہی کو خوب معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً تقویٰ کا۔ اس لئے اگر کسی شخص نے کسی آدمی کے بارے میں کہا کہ وہ متقی ہے تو اس نے واقع میں اور علم خدا میں اس کو متقی کہا۔ جب کہ یہ بات یعنے اس آدمی کا متقی ہونا قطعیت کے ساتھ کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا سوائے خدا کے۔ اس لئے یہ کہنا چاہیئے کہ میں اسے متقی جانتا ہوں یا سمجھتا ہوں۔ اس میں کہنے والے نے اپنی بات کی نسبت اپنے علم و دانست کی طرف کی ہے نہ کہ خدا کی طرف۔ اس لئے یہ درست ہے۔ ہاں اگر کوئی وصف ایسا ہو جو یقینی طور پر معلوم ہو سکتا ہو مثلاً تہجد گزاری یا خوش نویسی تو اس کے بیان میں مضائقہ نہیں (۴) ظالم یا کافر یا فاسق کی تعریف کرے جس سے وہ خوش ہوں۔

۹۳۔ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاسق کی مدح کرنے سے خداوند تعالےٰ ناراض اور غضبناک ہوتا ہے اور فاسق کی مدح کرنے سے عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔ (بیہقی)

جب فاسق کی مدح کا یہ حال ہے تو کافر کی مدح پر خداوند تعالےٰ کا

زیادہ غضب ناک ہونا ظاہر ہے۔

ممدوح کے لئے نقصان مدح میں ممدوح کے لئے پہلی خرابی تو یہ ہے کہ تعریف کی وجہ سے ممدوح کو اپنی خوبی پر غرور اور گھمنڈ ہو جائے گا۔ جو آخرت میں انتہائی خرابی کا موجب ہے

۹۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی۔ آپؐ نے فرمایا تجھے خرابی ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی۔ تین بار آپ نے یہی بات ارشاد فرمائی۔ (صحیحین)

گردن کاٹ ڈالی کا مطلب یہ ہے کہ تو نے تعریف کر کے ممدوح کو گھمنڈ اور غرور میں مبتلا کر دیا۔ جس کا نتیجہ آخرت کی تباہی اور ہلاکت ہے۔ یہ اندیشہ بھی ہے کہ ممدوح کی مدح کی جائے اور وہ اپنی تعریف سن کر عملِ خیر میں کوتاہی کرے مثلاً ایک طالب علم کی ذہانت اور خطابت کی تعریف کی جائے اور وہ اس بنا پر محنت اور مطالعہ میں کوتاہی کرنے لگے کہ لوگ اس کی محنت اور استعداد اور مطالعہ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اس کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو جائے کہ اب ہماری استعداد تو کامل ہو گئی اب محنت اور مطالعہ کی کیا ضرورت۔ یہ دوسری خرابی ہے اگرچہ یہ قسم بھی پہلی قسم میں داخل ہے یعنی اپنی استعداد پر گھمنڈ۔

مسئلہ:۔ اگر مذکورہ بالا خرابیوں کا خطرہ نہ ہو اور کوئی مدح مذکورہ بالا خرابیوں سے خالی ہو تو ایسی مدح جائز ہے بلکہ بعض حالات میں خصوصاً جبکہ اس سے دینی فائدے حاصل ہونے کی توقع ہو تو باعثِ ثواب ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی اکثر مدح فرمائی ہے جن کے بیان سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ ان باتوں سے رسول اللہؐ کا

مقصد یہ تھا کہ لوگ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درجات عالیات سے با خبر ہوں اور ان سے عقیدت و محبت رکھیں اور ان کے طریقے اختیار کریں۔ ادھر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ حال تھا کہ غرور و تکبر ان کے پاس سے ہو کر بھی نہ گذرتا تھا۔ اگر کسی طالب علم کے متعلق اس بات کا یقین ہو کہ تعریف سے وہ مغرور نہ ہوگا۔ بلکہ اُلٹا اس خیال سے محنت و مطالعہ میں زیادہ توجہ کرے گا کہ استاد ہماری محنت کی داد دیتے ہیں اور ہماری ہمت بڑھاتے ہیں تو ایسی صورت میں مدح کرنا موجب ثواب ہے۔

خوشامد کے طریقے خوشامد کی دو قسمیں ہیں۔ کبھی خوشامد بطور مدح کے ہوتی ہے اور کبھی امیروں کے پاس جا کر ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کے ذریعہ خوشامد کی جاتی ہے۔ جہاں تک مدح کے ذریعہ خوشامد کرنے کا معاملہ ہے اس کا حال اوپر مذکور ہوا۔ اس سلسلہ میں اتنا اور جان لینا چاہئے کہ ممدوح کو چاہئے کہ وہ خوشامد کرنے والے کو مدح سے روک دے خواہ وہ سچی بات ہی کیوں نہ کہتا ہو۔

۹۵- روایت ہے کہ قبیلۂ بنی عامر کے کچھ آدمی ملاقات کے لئے اور اسلام و دین کی باتیں سیکھنے کے لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا کہ آپؐ ہمارے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سردار تو سب کا اللہ ہے۔ پھر انہوں نے کہا بزرگی میں آپؐ ہم سب سے افضل ہیں اور مرتبہ اور مقدور میں سب سے بڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو کہنا ہو کہو شیطان تمہیں بہانہ دے۔ (احمد۔ ابو داؤد)

باتیں انہوں نے سچی کہی تھیں لیکن بطور خوشامد کے کہی تھیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک دیا۔ دوسری قسم کی خوشامد کی بھی

حدیث میں سخت بُرائی آئی ہے۔

۹۶۔ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ امیروں کے پاس جاکر ان کے جھوٹ کی تصدیق کریں اور ان کے ظلم میں ان کی اعانت کریں وہ مجھ سے نہیں اور میں ان سے نہیں۔ مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں۔ (ترمذی ونسائی)

تفاخر کا بیان

تفاخر اسے کہتے ہیں کہ اوروں پر اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے انسان اپنے ذاتی اوصاف یا اپنے باپ دادا اور بزرگوں کی بڑائیاں بیان کرے۔ اس کی ممانعت ہے۔

۹۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر وحی بھیجی کہ اتنی تواضع اور عاجزی اختیار کرو کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور تم میں سے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ (صحیح مسلم)

۹۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تم سے جاہلیت کے تکبر اور باپ دادا پر غرور کرنے کو دور کر دیا۔ آدمی نہیں ہے مگر مسلمان متقی یا بدکار شقی۔ سب آدمی آدمؑ کی اولاد ہیں۔ اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے تھے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

خود آدمی کے اندر جو صفات ہوں ان کا اعتبار ہے۔ اگر آدمی نیک کام کرتا ہے تو مسلمان اور متقی ہے اور اگر برے کام کرتا ہے تو بدکار اور شقی ہو۔ باپ دادا پر فخر بے جا ہے۔ اصل سب کی ایک ہے۔ سب آدمی آدمؑ کی اولاد ہیں جو مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

دوش دیدم کہ ابلہے میگفت	پدر من وزیر خاں بود ست
باوجودیکہ تیتش معلومم	خود گرفتم کہ آں چناں بود ست

ہیچ کس دیدہ کہ گہہ بجا زد
کہ بعہد قدیم نان بود ست

مسئلہ: ۔لڑائی میں دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے فخر جائز ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ و دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے۔اگر نعمت الٰہی کے اظہار کے لئے کوئی اپنی تعریف بیان کرے اور دوسروں کی تحقیر مقصود نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے باپ دادا پر فخر کی ممانعت سے یہ خیال نہ ہو کہ نسب کی شرعاً کوئی حقیقت نہیں۔ شرعاً نسب کا اعتبار ہے۔اسی لئے شرع میں کفائت کا اعتبار کیا گیا ہے۔اور قیامت میں بھی نیک اولاد کو نیک ماں باپوں کے ساتھ جمع کیا جائے گا اور جنت میں داخل ہو کر سب ساتھ رہیں گے۔ البتہ یہ خیال غلط ہے جیسا کہ بعض سادات یا پیرزادے سمجھتے ہیں کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں ہمارے بڑے اور بزرگ ہم کو بخشوا لیں گے۔یہ بات اسلامی عقیدے کے خلاف ہے۔

چودھویں فصل بحث مباحثے اور جھگڑے کے بیان میں

۹۹۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بحث اور جھگڑے کو ترک کرنے والے کے لئے اگر وہ باطل پر ہو تو جنت کے حوالی یعنی نچلے درجوں میں گھر بنایا جائے گا اور اگر وہ حق پر ہو تو جنت کے وسط میں گھر بنایا جائیگا اور خوش خلق لوگوں کیلئے جنت کے اعلیٰ حصوں میں گھر بنایا جائیگا۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جھگڑے سے دست برداری دیدے اگر باطل پر تھا تو بھی جنت کے نچلے درجے کا مستحق ہوگا۔ اور اگر دست برداری دینے والا حق پر تھا اور اپنے حق سے دست بردار ہو گیا تو وسط جنت میں آباد کیا جائے گا۔

گناہ سے بخوف خدا باز رہنے پر بھی ثواب ہے۔ اسی لئے بیجا اور فضول کی بحث چھوڑ دینے پر جنت کا وعدہ ہے۔ اس سے فضول بحث کو روکنے میں انتہائی تاکید کا پتہ چلتا ہے۔

ایک صاحب نہایت ذہین اور تیز طبع تھے۔ اکثر بحث مباحثہ کیا کرتے تھے۔ ان کے سامنے اس حدیث کو بیان کیا گیا۔ اس کے بعد سے ان کی یہ عادت ہو گئی کہ جب کوئی ان سے بحث کرنے لگتا تو وہ خاموش ہو جاتے اور کہتے ہمیں جنت میں گھر بنوانا ہے ہمیں معاف رکھئے۔

۱۰۱۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالٰے کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن وہ شخص ہے جو زیادہ لڑاکا اور جھگڑالو ہے۔ (امام مالک بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی)

بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ گفتگو کے دوران ہر آدمی سے لڑنے اور بحث کرنے کو تیار ہوتے ہیں اور ہر معاملہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔ ایسے آدمیوں کے لئے آپ نے فرمایا کہ خدا تعالٰے انہیں بہت دشمن رکھتا ہے۔

۱۰۲۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہدایت کے بعد جو بھی قوم گمراہ ہوئی وہ امور دین میں بحث و مباحثہ اور جھگڑے و جدال کی عادت کی وجہ سے گمراہ ہوئی۔ (امام احمد۔ ترمذی اور ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ دین میں سلامت روی سے کام لے۔ دین کی باتوں کو کج بحثی کے بغیر سمجھ لے اور ان پر اعتقاد رکھے۔ جن لوگوں کو امور دین میں کج بحثی کی عادت ہوتی ہے۔ وہ ہر بات کے بارہ میں بحث مباحثہ کرتے ہیں اور جدال و جھگڑے کے خوگر ہو جاتے ہیں وہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور ہدایت کے بعد پھر ایسے لوگ گمراہی کے گڑھے میں جا پڑتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

۱۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک بار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ ہم لوگ قضا وقدر کے بارہ میں کچھ بحث کر رہے تھے۔ آپؐ ناخوش ہوئے چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ گویا انار کے دانے چہرۂ مبارک پر بکھیر دئے گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیا تمہیں اسی بات کا حکم ہوا ہے کیا میں خدا کے یہاں سے تمہارے لئے یہی پیغام لایا ہوں۔ تم سے پچھلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے وہ دین کی باتوں میں بہت جھگڑتے تھے اور پیغمبروں کے خلاف کیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

مسئلہ تقدیر بہت مشکل ہے ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ اسی لئے اس بارہ میں بحث وگفتگو کی ممانعت ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ رسول خدا کے ارشادات کے پیچ ہونے کا عقیدہ رکھے۔ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مان لیا اور ان کی سچائی پر عقیدہ رکھا تو پھر ایسی باتوں میں بحث مباحثہ بے جا اور گمراہی کا سبب ہے۔ لیکن اگر کسی مقام پر بحث کرنے سے دین کی تائید ہو یا کوئی کافر بد عقیدہ دین کے بارہ میں کچھ شکوک وشبہات رکھتا ہو تو اس کا ازالہ اور اس کو دفع کرنا تو علمائے دین پر لازم ہے کہ اس سے گفتگو کریں اور مباحثہ کر کے اُسے قائل کریں۔ حق کی دلیلیں ظاہر کریں اور اس کے شبہات کو دور کریں۔ ایسا مباحثہ فرض کفایہ اور موجب ثواب عظیم ہے۔ کسی مسئلہ کی تحقیق میں علمار کے مابین مباحثہ، جس طرح صحابہ اور مجتہدین کے درمیان ہوا کرتا تھا باعث ثواب ہے مگر جو مباحثہ اپنی بات کی پچ میں اور نفسانیت سے کی غرض سے ہو اور جس میں اظہار حق منظور نہ ہو تو ایسا مباحثہ بڑا گناہ ہے۔

پندرھویں فصل کلماتِ کفر کے بیان میں

زبان کے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ جو آدمی سے سرزد ہوتا ہے وہ کفر کی بات کہنا ہے۔ تمام کبیرہ گناہوں میں کفر سب سے بڑا ہے۔ اسکا عذاب یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ کبھی اس سے نجات نہ ہوگی۔ اس بارے میں فقہ اور احادیث کی کتابوں میں تفصیلات درج ہیں یہاں پر چند بنیادی مسائل تحریر کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ :۔ ایسی بات یقیناً کفر ہے جس میں اللہ تعالےٰ کی جناب میں بے ادبی ہو یا خدائے تعالےٰ کی صفات کمال کا انکار ہو یا کسی نقصان و عیب کا اثبات ہو۔

مسئلہ :۔ اللہ تعالےٰ کی صفات یا اُس کے افعال میں کسی دوسرے کی برابری پائی جائے یا کسی کو مساوی درجہ دیا جائے تو ایسی بات یقیناً کفر ہے۔ مثلاً فقیر کہتے ہیں کہ اللہ اور حسین تمہیں بیٹا دے یا روزی دے یا تمہیں خوش رکھے۔ یہ تمام باتیں کفر کی ہیں۔ کیونکہ بیٹا یا روزی دینا یا خوش رکھنا اللہ تعالےٰ کے کام ہیں اور ان میں غیر اللہ کو شریک کیا گیا ہے۔

مسئلہ :۔ جن باتوں سے بے ادبی یا اہانت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی جائے وہ باتیں بھی یقیناً کفر ہیں۔ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ ایسا شخص واجب القتل ہے۔ اگرچہ وہ توبہ بھی کرے تب بھی قتل کیا جائیگا کیونکہ یہ سزا بطور حد کے ہے اور حد توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

مسئلہ :۔ کسی بھی پیغمبر کی جناب میں گستاخی کرنا یقیناً کفر ہے۔ شاعر اور نثر نویس اور ادیب اکثر اس گناہ کے اور اس جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کا نام ان کی زبان اور قلم پر اکثر آتا ہے اور بے ادبی سے ذرا نہیں ڈرتے۔ یہ بات بھی یقیناً کفر ہے۔ اس معاملہ میں شعر و شاعری کا عذر ناقابل قبول اور برائت کا موجب نہیں۔ اس سلسلہ میں تفصیلات پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔ قاضی عیاض کی کتاب شفا میں یہ مسئلہ بتصریح درج ہے۔

مسئلہ:۔ جن باتوں سے یہ ظاہر ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات بے بنیاد یا جھوٹ یا محض انتقام یا نمائش کی خاطر کی وہ باتیں بھی یقیناً کفر ہیں۔ اس گناہ میں اکثر لوگ مبتلا ہیں اور یہ جرم اکثر آدمیوں سے سرزد ہوتا ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں جو شرابی اور بے نمازی یا خلاف شرع کام کرنے والے فقیروں کے معتقد ہوتے ہیں اور ان کو ولی سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ شرع کی راہ اور ہے اور فقیروں کی راہ اور۔ مطلب ان کا یہ ہوتا ہے کہ ولایت اور خدا تعالےٰ کی بارگاہ مقبولیت حاصل کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری افعال اور ظاہری احکام کو بجالائے۔ یہ بات صریحاً کفر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرابی کو واضح طور پر جہنمی ملعون و مردود کہا ہے۔ یہ لوگ اس کو ولی و مقبول کہتے ہیں معاذ اللہ ان کے یہ عقائد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام تکذیب کو مستلزم ہیں۔

۱۰۴۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نشہ لانے والی تمام چیزیں حرام ہیں۔ نشہ پینے والوں کو اللہ تعالےٰ "طینۃ الخبال" پلائیں گے۔ صحابہ نے دریافت کیا "طینۃ الخبال" کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا دوزخیوں کا پسینہ، پیپ اور فضلات جو دوزخ کے گڑھوں میں جمع ہوں گے۔ (مسلم)

۱۰۵۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی جنت میں نہ جائیں گے۔ ایک شرابی، دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا۔

اور تیسرے جادو کی تصدیق کرنے والا۔ (یعنی وہ شخص جو یہ اعتقاد رکھے کہ قضا وقدر کے منشا کو جادو کے اثر میں کوئی دخل نہیں ہے۔ جادو بالذات مؤثر ہے) (امام احمد)

۱۰۶۔ شرابی اگر بے توبہ کئے مر جائے تو خدا کے سامنے اسی طرح حاضر ہونگے۔ جس طرح بت پرست حاضر کئے جائیں گے۔ (امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی)

۱۰۷۔ شراب کے سلسلہ میں رسول ۔۔۔۔ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس آدمیوں کو لعنت کی (۱) شراب کے نچوڑنے والے کو جو دوسروں کیلئے شراب نچوڑے۔ (۲) شراب کا بنانے والا جو اپنے لئے شراب بنائے (۳) شراب کا پینے والا۔ (۴) شراب اٹھانے والا (۵) وہ شخص جس کیلئے شراب اٹھائی جائے (۶) شراب پلانے والے کو (۷) شراب بیچنے والے کو (۸) شراب خریدنے والے کو (۱۰) اس شخص کو جس کے لئے شراب خریدی جائے (ترمذی و ابن ماجہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کشید کرنے والے اور اس سے تعلق رکھنے والوں کو سب کو ملعون قرار دیا ہے۔ خواہ وہ شراب کے پینے والے ہوں یا لانے اور لیجانے والے ہوں یا پینے اور پلانے والے ہوں غرض سب ہی ملعون ہیں۔ پس جو آدمی اعتقاد رکھے کہ شرابی ولی ہے اور مقبول خدا اور محبوب خدا ہے اس کے کفر اور دشمن خدا ہونے میں کیا شک ہے۔ یہی بات ان لوگوں پر بھی عائد ہوتی ہے جو یہ سمجھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں انتظام کی غرض سے اور ڈرانے کے لئے کی ہیں ورنہ ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ وہ باتیں جن سے قرآن پاک کی کسی آیت کا انکار ہو یا قرآن پاک کی یا اس کی کسی آیت کی بے ادبی ہو یقیناً کفر ہیں۔ اسی طرح ایسی باتیں بھی کفر ہیں جن میں قیامت اور بہشت یا دوزخ کا یا ایسی باتوں کا استہزا اور انکار ہو

جن کے یقینی ہونے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار فرمایا ہو۔

مسئلہ:۔ ایسی باتیں بھی کفر ہیں جن میں شریعت یا سنت کی اہانت ہو یا کسی حکم شریعت کا تمسخر واستہزا ہو۔ مثلاً نکاح کی شرعی مجلس کو دیکھ کر بعض آدمی بطور تمسخر واستہزا کہتے ہیں کہ چنے منگواؤ کلمہ ہی پڑھیں گے۔ یعنی یہ محفل شادی کی نہیں ماتم اور غمی کی مجلس ہے۔ سنت نبوی کے لئے استہزا کی نیت سے اس قسم کی باتیں کہنا بلاشبہ کفر ہے۔

مسئلہ:۔ کفر کی نقل کرنا اسی وقت جائز ہے جب کفر کی برائی اور اس کی تردید مقصود ہو۔ نقل کفر کفر نباشد سے بھی یہی صورتیں مراد ہیں اگر کفریہ کلمات کو پسندیدگی کی نظر سے نقل کرے تو کفر ہے۔ لیکن اگر بطور ظرافت و مزاح اور باتوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے نقل کرے تب بھی جائز نہیں۔ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کے باپ کو گالی دے تو یہ آدمی اس گالی کو ہرگز نقل نہ کرے گا۔ نہ کبھی دوہرائے گا۔ اگر بفرض محال ایسا کرے بھی تو وہ اپنے باپ کی شان میں بے ادبی کا مرتکب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا حق باپ سے ہی نہیں بلکہ سب سے زیادہ ہے۔ کفریہ باتیں خدا کی جناب میں بے ادبی ہیں پس جائز اور شرعی ضرورت کے بغیر ان کو نقل نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ:۔ حرام قطعی جیسے زنا، شراب یا جوئے کو حلال اور جائز کہنا بھی کفر ہے۔

۱۰۸۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم کو مار دیا جائے یا جلا دیا جائے تو بھی کسی کو خدا کا شریک نہ کرو۔ (امام احمد)

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفر کی بات نہ کہنے سے اگر انسان کو موت اور آگ کا سامنا بھی کرنا پڑے تب بھی وہ نہ گھبرائے۔ قتل اور آگ کو

برداشت کرے۔ کفر کے برابر کوئی جرم اور گناہ نہیں۔ لیکن لوگ اس بات کو نہیں یاد رکھتے اور بلا جھجک کفریہ باتیں کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ کفر کی وجہ سے پچھلے تمام اعمالِ نیک باطل ہو جاتے ہیں اور اگر بے توبہ کئے مر جائے اور اس حالتِ کفر میں جان دیدے تو انسان ہمیشہ کے لئے دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے ایمان کا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام و تعظیم کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کلمات کفر سے بچے اور بڑی احتیاط کرے۔ کوئی کلمہ کفر زبان پر نہ آنے دے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

جس حدیث کی یہ شرح لکھی گئی ہے اُس کے دو حصے تھے۔ ایک زبان کی حفاظت، دوسرے شرم گاہ کی حفاظت۔ ہم نے ابتداء میں عرض کیا کہ یہ دونوں حصے پورے دین کا خلاصہ ہیں۔ اگر اس کتاب کو سوچ سمجھ کر پڑھا گیا تو یہ دین کی حفاظت اور دین کی صیانت کے لئے بہترین نسخہ ہوگا۔ کہیں کہیں مسائل کی بحث آگئی ہے اور یہ تمام مسائل حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کئے ہیں۔ اس لئے ہم نے ان سب مسائل کو نقل کر دیا ہے آج اس کا پہلا حصہ یا پہلا باب ختم ہو گیا ہے۔ اگرچہ حدیث کی تشریح مزید تفصیل کی محتاج ہے۔ لیکن ہم نے اختصار کا لحاظ رکھا تاکہ کتاب پڑھنے والے پر بوجھ نہ پڑے اور وہ آسانی سے پوری کتاب پڑھ لے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ کیونکہ بعض ایسے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں کہ آدمی کو اُن کا احساس بھی نہیں ہوتا اور وہ گناہ انسان کو رحمت الٰہی سے بہت دور کر دیتا ہے۔ جس نے زبان کی حفاظت کر لی یوں سمجھئے کہ اُس نے اپنا نصف دین محفوظ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمائیں اور مسلمانوں کو عمل کرنے کی توفیق دیں۔

اب آگے دوسرے حصے کی تشریح پیش کی جاتی ہے۔ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ جب زبان کے گناہ معلوم ہو گئے تو مسلمان کو چاہیئے کہ اپنی زبان کو ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رکھے اور زبان کو اتنی فرصت نہ دے کہ وہ دوسری باتوں میں مشغول ہو اور کوئی گناہ کی بات اُس سے سرزد ہو۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلٰغُ

فقیر
احمد سعید کان اللہ لہٗ

دوسرا باب

شرم گاہ سے صادر ہونے والے گناہ

دوسرا باب شرم گاہ سے صادر ہونے والے گناہوں کا بیان۔ اس باب میں بھی کئی فصلیں ہیں۔

پہلی فصل زنا کے بیان میں

اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو وہ بے حیائی کی بات اور برا راستہ ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا۔ اور سورۂ فرقان میں حضرت حق تعالٰے نے شرک اور قتل ناحق کے ساتھ زنا کو بیان فرمایا ہے۔

۱۰۹۔ زانی "مسلمان ہونے کی حالت میں" زنا نہیں کرتا۔ (صحیحین)

۱؎ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زانی کا بحالت زنا ایمان نہیں رہتا۔

یعنی جب کوئی زانی اس فعل بد میں مشغول ہوتا ہے تو ایمان اُس کے قلب میں نہیں رہتا بلکہ اس وقت اس کا ایمان دل سے نکل کر اس کے سر پہ سائبان کی مثل ہو جاتا ہے۔ گویا زانی زنا کی حالت میں مومن نہیں رہتا۔

۱۱۰۔ زنا کرنے والے مرد اور عورتوں کے عذاب کے متعلق ایک طویل حدیث ہے کہ حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عجائبات کی سیر کرانے کے لئے خواب کی حالت میں اپنے ہمراہ لے گئے اس خواب میں جہاں آپ کو اور بہت سے عجائبات دکھائے گئے منجملہ اُنکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تنور ملاحظہ فرمایا۔ جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے پھیلا ہوا اور کشادہ تھا اس کے نچلے حصہ میں آگ جلتی تھی۔ کچھ ننگے مرد اور ننگی عورتیں اس میں تھیں جو آگ کی کمی و بیشی کے ساتھ اس تنور میں شعلوں کے ساتھ اوپر آتے تھے اور پھر نیچے گر پڑتے تھے۔ جب آگ بلند ہوتی تھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ اس تنور سے نکل ..... جانا چاہتے ہیں۔ پھر وہ آگ نیچے ہوتی تھی تو یہ لوگ پھر نیچے چلے جاتے تھے۔ حضرت جبرئیل و میکائیل ؑ نے بیان کیا کہ یہ زنا کرنے والے یعنی حرام کار مرد اور عورتیں ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ آگ کے تنور میں قید ہیں۔ آگ انکو اچھالتی ہے اور پھر اندر کی طرف کھینچ لیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

۱۱۱۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں کچھ لوگ دیکھے کہ ان کے سامنے ایک عمدہ دسترخوان پر اچھے اچھے کھانے چنے ہوئے ہیں۔ اور ایک جانب مردار اور کچا بدبودار گوشت پڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ عمدہ غذاؤں پر توجہ نہیں کرتے بلکہ مردار کے سڑے ہوئے گوشت کو چھوڑ رہے ہیں اور رغبت سے کھا رہے ہیں۔ حضرت جبرئیل ؑ نے مجھے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں۔

جو اپنی جائز اور پاک بیوی کو چھوڑ کر رات حرام کاری میں گذارتے تھے۔ اور حلال بیویوں کو چھوڑ کر صبح تک حرام کاری اور زنانِ بازاری کے ساتھ تفریح میں مشغول رہتے تھے۔ اور یہ عورتیں وہ ہیں وہ اپنے جائز اور نیک شوہر کو چھوڑ کر کسی گندے آدمی کے پاس چلی جاتی ہیں اور صبح تک وہیں رہتی ہیں۔ (طبرانی و بزار)

(۱۱۲) شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عورتیں دیکھیں جن کی چھاتیاں ننگی تھیں۔ حضور کو بتایا گیا کہ یہ حرام کار عورتیں ہیں۔ (بیہقی)

(۱۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے اس پر قحط کی مصیبت آتی ہے۔ اور جس قوم میں رشوت پھیل جاتی ہے وہ ہمیشہ ڈر اور خوف میں مبتلا رہتی ہے۔ اور اس پر خوف مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (امام احمد)

(۱۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس قوم میں زنا رائج ہو جاتا ہے اس میں وبا پھیل جاتی ہے اور بکثرت اموات ہوتی ہیں۔ (امام مالک)

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

ابر ناید از پئے منع زکات ۔۔۔ وز زنا خیزد وبا اندر جہات

بزرگوں نے فرمایا ہے زنا کا سبب برے لوگوں کی صحبت ہے۔ انسان اوباش اور بدچلن لوگوں کی صحبت میں رہ کر حرام کاری سیکھ جاتا ہے۔ نکاح میں تاخیر کرنا بھی زنا کا سبب ہوتا ہے۔ لڑکے اور لڑکی کا بالغ ہوتے ہی نکاح کر دینا چاہیئے۔

(۱۱۵) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توریت میں لکھا ہے کہ جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی ہو جائے اور وہ اس کا نکاح نہ کرے اور لڑکی سے گناہ سرزد ہو تو گناہ باپ کے ذمہ ہے۔ (بیہقی)

نکاح میں تاخیر کی وجہ بالعموم یہ ہوتی ہے کہ سنت کے مطابق نکاح نہیں کرتے۔ خلاف شرع اخراجات کا فکر رکھتے ہیں جو دنیا و آخرت دونوں کی خرابی کا موجب ہے۔

یہ بھی بہت بری رسم ہے کہ بیوہ کا نکاح ثانی نہ کیا جائے۔ یہ رسم ہندوستانی مسلمانوں میں ان کے ہم وطنوں سے آئی ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شرفار نکاح ثانی کو عار اور عیب سمجھتے ہیں۔ نکاح ثانی کو عار اور عیب سمجھنا کھلا کفر ہے۔ رسول اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی سب بیوائیں تھیں۔ اہل بیت میں بیواؤں کا دوسرا نکاح ہمیشہ معمول رہا ہے۔ شرفار اور عمائدین کو چاہیئے کہ اس رسم بد کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس رسم کو دور کرنے والے کو ایک سو شہیدوں کے برابر ثواب اور اجر حاصل ہوگا۔

(۱۱۶) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس زمانہ میں میری امت میں فساد پھیلا ہوا ہو اس وقت جو شخص میری سنت پر سختی سے کاربند رہے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید۔ (بیہقی)

دوسری فصل لواطت کے بیان میں

لواطت ایک فعل قبیح اور عمل شنیع ہے اور اس سے مراد ہے کسی مرد کا دوسرے مرد کی دُبر میں دخول کرنا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ فعل عام طور سے رائج تھا۔ کلام پاک میں اس کی کئی جگہ مذمت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی دُنیا والے

نے نہیں کیا۔ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۔
قوم لوط کے حق میں ایک جگہ اور فرمایا تم اپنی بیویوں کو چھوڑ کر جو خدا نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں مردوں کے پاس آتے ہو تم حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہو۔ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ الخ۔

یہ طبیعت کی انتہائی نجاست کی بات ہے کہ قضائے شہوت کے لئے بیویوں سے صحبت کرنے کا جو طریقہ شریعت الٰہیہ نے مقرر فرمایا ہے اس کو چھوڑ کر آدمی ایسا گندہ طریقہ اختیار کرے اور انسانیت کی حد سے گذر کر نجاست میں خود جانوروں کی حدود میں داخل ہو جائے۔

(۱۱۷) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس شخص کو رحمت کی نظر سے نہ دیکھے گا۔ جو کسی مرد یا عورت کے پاس اس کی دبر کی راہ سے آئے۔ (ترمذی)

(۱۱۸) رزین کی مرفوعاً روایت ہے ملعون ہے وہ شخص جو قوم لوط کا عمل کرے۔ (رزین)

(۱۱۹) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملعون ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کے دبر میں کرے۔ (امام احمد و ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ یہ فعل شنیع جس طرح مرد کا مرد کے ساتھ کرنا حرام ہے اسی طرح عورت کے ساتھ بھی کرنا حرام ہے خواہ وہ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ۔

(۱۲۰) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی ایسے شخص کو پاؤ کہ وہ قوم لوط کا عمل کیا کرتا ہے تو فاعل و مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

لواطت کی سزا شرعاً بہت سخت ہے قتل کا بھی حکم ہے جیسا کہ اس

حدیث میں آیا۔ بقول مؤلف فتح القدیر امام ابو حنیفہ کے نزدیک قتل کا حکم اس وقت ہے جب اس فعل شنیع کی عادت ہو۔ بصورت دیگر اسے تاحیات قید رکھا جائے۔ یا اس وقت تک قید رکھیں جب تک کہ وہ سچے دل سے توبہ نہ کرلے اور اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ وہ آئندہ اس فعل شنیع سے محترز رہے گا۔ صحابہ میں اس کی سزا میں اختلاف ہے بعض صحابہ نے جلانے کا اور بعض نے دیوار گرا کر ہلاک کر دینے کا حکم دیا ہے۔ بعض نے کہا کہ ایسے شخص کو اونچا کر کے بلند جگہ سے نیچے پھینک دیں اور اسے سنگسار کر ڈالیں۔ ترمذی میں مذکور ہے کہ امام مالک، شافعی احمد اور اسحاق کا مذہب یہ ہے کہ ایسے برا کام کرنے والے کو سنگسار کر دینا چاہئے خواہ وہ محصن ہو یا غیر محصن۔ محصن اس عاقل و بالغ مسلمان کو کہتے ہیں جس کی شادی ہو گئی ہو اور وہ اپنی منکوحہ سے صحبت بھی کر چکا ہو۔ زنا کے جرم میں سنگسار کرنے کے لئے یہ شرط پائی جانی ضروری ہے۔ لیکن لواطت میں ایسا نہیں۔ مثلاً اگر غیر محصن آدمی زنا کرے تو اس کے سو درے ہی لگائے جائیں گے۔ سنگسار نہ کیا جائے گا۔ اور اگر لواطت کرے تو ان ائمہ کے نزدیک اس کو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اس سے اس فعل کی انتہائی برائی ظاہر ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ زانی پر شریعت نے حد جاری کرنے میں جو فرق رکھا ہے کہ محصن کو رجم اور غیر محصن کو سو کوڑے وہ فرق لوطی کی سزا میں نہیں ہے۔ خواہ وہ محصن ہو یا غیر محصن دونوں صورتوں میں قتل کر دیا جائے۔ ان مذکورہ حضرات کا یہی مسلک ہے۔

(۱۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کے بارہ میں سب سے زیادہ خوف عمل قوم لوط کا ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ نے اس حدیث کے دو معنے لکھے ہیں۔ ایک یہ کہ دیگر گناہوں کی نسبت اس گناہ پر زیادہ سزا کا خوف ہے۔ دوسرے یہ کہ امت میں اس گناہ یا اس جرم کے سبب سے زیادہ واقع ہونیکا اندیشہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہرکیف اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ اس گناہ سے بچنے کی انتہائی تاکید ہے۔ اگرچہ شریعت کی جانب سے اس پر کوئی حد مقید نہیں کی گئی ہے اسی لئے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال مختلف ہیں اور صحیح تر یہ ہے کہ فاعل اور مفعول کی سزا امام وقت کی رائے پر موقوف ہے وہ جس طرح مناسب سمجھے سزا تجویز کرے اور جو تعزیر چاہے وہ تعزیر کرے۔

لڑکوں اور بالخصوص خوبصورت لڑکوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے آدمی اس فعل شنیع کے مرتکب اور عادی ہو جاتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے اس گناہ سے بچنے کی جو انتہائی تاکید کی ہے۔ اس کے پیش نظر ایسی صحبت سے بچنا چاہئے۔ درمختار اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ لڑکے کی طرف شہوت کی نظر ڈالنا حرام ہے۔ امام نووی نے اپنے رسالہ البیان فی آداب حملۃ القرآن میں لکھا ہے کہ لڑکے کی طرف نظر ڈالنا، خواہ شہوت سے نظر ڈالے یا بے شہوت کے نظر ڈالے مطلقاً ناجائز ہے۔ احتیاط کا بھی یہی تقاضا ہے کہ امرد لڑکے اور عورت کو نہ دیکھے۔

"شہوت کی نظر" کیا ہے اس کی امام غزالی نے بہت خوب تشریح کی ہے لکھتے ہیں کہ ہر خوبصورت چیز دیکھنے میں آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً پھول، سبزہ، خوبصورت تراشے ہوئے درخت اور جھاڑیاں لیکن انہیں دیکھ کر ان کا بوسہ لینے یا ان پر ہاتھ ڈالنے یا مساس کرنے یا ان کو لپٹا لینے کو

طبیعت نہیں چاہتی۔ اگر خوبصورت لڑکے کو دیکھکر ایسی باتوں کو طبیعت نہ چاہے صرف اس کی صورت آنکھوں کو بھلی معلوم ہو جیسے گل و سبزہ بھلا معلوم ہوتا ہے تو یہ نظر بشہوت نہیں۔ اور اگر ان باتوں کو جی چاہے تو نظر بشہوت ہے خواہ نفاست طبع کے سبب اس فعل شنیع کو جی نہ چاہتا ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ فعل طبعًا اور شرعًا واقعی بہت مذموم اور برا ہے اگرچہ اس کے لئے کوئی حد مقرر نہ کی گئی ہو۔ اور حد کا مقرر نہ ہونا اس کے انتہائی شنیع اور غیر فطری ہونے کی دلیل ہے۔ اور جب یہ فعل مذموم ہے تو اس کے دواعی سے بچنا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ سابقہ انبیاء کی امتوں میں سے ایک امت پر عذاب نازل ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کے مسلمانوں کو اس گناہ سے محفوظ رکھے۔

تیسری فصل مساحقت (چپٹی)، جلق اور بہائم کے ساتھ وطی کرنے کے بیان میں

عورت کا عورت سے باہم فعلِ بد کرنا مساحقت ہے جس کو ہندی زبان میں چپٹی کہتے ہیں۔ اور جانوروں سے برا کام کرنا بہائم کے ساتھ وطی کہلاتا ہے۔ جلق مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ "جو مسلمان اپنی بیویوں اور لونڈیوں کے علاوہ اور سب سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں وہ فلاح پانے والے ہیں ان پر کوئی ملامت نہیں (مگر) جو لوگ ان کے سوا کوئی اور راہ تلاش کریں تو وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔" وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِفُرُوْجِہِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِہِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُہُمْ فَاِنَّہُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۔

یہ آیت زنا اور لواطت پر ہی نہیں بلکہ مساحقت جلق اور وطی بہائم کو بھی شامل ہے۔ اس آیت سے واضح ہے کہ جو شخص اپنی بیوی اور شرعی لونڈی کے علاوہ کسی اور طریقے پر اپنی شرم گاہ کو استعمال کرے گا وہ حدودِ خداوندی سے تجاوز کرنے والا اور حدودِ انسانیت کو توڑنے والا ہے۔ شرعی لونڈی یا شرعی کنیز کے بارہ میں مختصراً اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ شرعی لونڈی غلام وہ ہوتے ہیں جو فتح کے بعد غنیمت کے طور پر حاصل ہوں۔ آج کل جو طریقہ ممالک اسلامی میں رائج ہے کہ جس کو چاہا پکڑ کر فروخت کر دیا۔ یہ بالکل غیر شرعی طریقہ ہے۔ دیہات کی عورتوں کو شہر میں لا کر فروخت کر دینا! ۔ یہ عورتیں شرعاً لونڈی نہیں ہیں ان کو استعمال کرنا قطعاً حرام ہے اور ایسا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت مجرم ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور عطا کی ہے اور اسے اپنا خاص بندہ بنایا ہے۔ پس انسان کو چاہیئے کہ سب کام اس طرح انجام دے جو اس کے شایانِ شان ہوں۔ اس لئے کسی کام میں نری حیوانیت نہ پائی جائے۔ انسان کو جنسی خواہش پوری کرنے کا جو طریقہ تعلیم کیا گیا ہے اس میں انتظام خانہ داری۔ نسب کا قیام اور بقائے نسل وغیرہ کو ملحوظ رکھا گیا۔ محض بہائم کی طرح خواہش کا پورا کر لینا ہرگز ہرگز مطلوب و مقصود نہیں ہے۔

پس جن صورتوں میں بقائے نسل مقصود ہو اور بجائے افزائش نسل کے مختلف امراض اور بیماریوں میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے افعال خبیثہ اور اعمال شنیعہ کی اجازت کس طرح دی جا سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شریعت جو انسانی اخلاق اور عادات و اطوار کی اصلاح کے ساتھ

ساتھ انسان کی صحت جسمانی کی بھی محافظ ہے وہ پاکیزہ شریعت کسی ایسے فعل قبیح کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتی جس کا اثر انسان کے اخلاق کو تباہ کرنے والا اور اُس کی جسمانی صحت کو برباد کرنے والا ہو اور انسانی جسم کی صحت کے منافی ہو۔ مثلاً زنا۔ لواطت۔ مساحقت یا مُشت زنی یعنی جلق یا بہائم کے ساتھ وطی کرنا یہ تمام افعال خبیثہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام نے حرام اور ممنوع قرار دیئے ہیں۔ لواطت میں ظاہر ہی ہے کہ تخم حیات کو بالکل ضائع کرنا ہے اور تخم حیات کو نجاست اور غلاظت کے ڈھیر میں ڈال دینا ہے جس سے نسل انسانی کو تباہ کرتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ نسل انسانی تباہ ہوتی ہے اور تخم حیات کو غیر مصرف میں خرچ کیا جاتا ہے بلکہ اطباء سے دریافت کیجئے کہ ایسا کرنے والا بسا اوقات صدہا امراض خبیثہ کا شکار ہو جاتا ہے جو تقریباً لاعلاج اور انسانی زندگی کے دشمن ہوتے ہیں۔

زنا کا ارتکاب کرنے والا نسب سے محروم رہتا ہے اُس کا کوئی نسب نہیں قائم ہو سکتا۔ اولاد ابتر اور خراب ہوتی ہے اس کی کوئی صحیح ترتیب نہیں ہو سکتی۔ اور جب انسانی نسب نہیں تو جو اولاد زنا سے حاصل ہو گی وہ آوارہ اور غیر تربیت یافتہ ہو گی اور سوسائٹی میں اُس کو کوئی درجہ حاصل نہ ہو گا ملک میں سوائے اس کے کہ حرام کے بچوں کی تعداد بڑھے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اور جب نسب نہیں کوئی گھر والی نہیں تو انتظام خانہ داری کہاں؟ قضائے شہوت کا یہ طریقہ بھی طرق حیوانیہ کی ایک شاخ ہے نہ شرف نہ نسب۔ نہ انتظام خانہ داری۔ نہ بقائے نسل۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

مساحقت۔ یعنی دو عورتوں کا آپس میں مل کر اپنی خواہش کو پورا کرنا۔ یہ محض قضائے خواہش کی ایک بدترین صورت ہے جس کا شرف یا نسب ہی

کوئی تعلق نہیں۔ نہ بقائے نسل سے کوئی واسطہ۔ بہائم کے ساتھ وطی کا بھی یہی حال ہے کہ یہ ایک بہیمانہ فعل ہے جو قضائے شہوت کے وقت انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ یہاں بھی نہ شرف۔ نہ نسب۔ نہ بقائے نسل۔ نہ انتظام خانہ داری بلکہ تخم حیات کا ضائع کرنا اور بہت سے لاعلاج امراض کو دعوت دینا ہے۔ العیاذ باللہ اسی لئے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۔ بیوی اور باندی کے علاوہ جو شکل بھی آپ اختیار کریں گے وہ غیر فطری اور صدہا مصائب و تکالیف کا پیش خیمہ ہو گی۔

(۱۲۲) مشت زنی یا جلق تو اس کی قباحت ظاہر ہی ہے۔ در مختار میں ایک روایت منقول ہے۔ ناکح الید ملعونٌ یعنی ہاتھ سے نکاح کرنے والا ملعون ہے۔

ہاتھ سے نکاح کا مطلب یہ ہے کہ جو کام نکاح سے ہوتا ہے وہ ہاتھ سے پورا کرے۔ عینی شرح کنز میں حضرت عطا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سنا ہے کہ کچھ لوگ حشر میں اس طرح اٹھائے جائیں گے کہ ان کے ہاتھ حاملہ ہوں گے۔ میرے خیال میں یہ لوگ جلق لگانے والے ہوں گے۔ اسی کتاب میں حضرت جبیر کا یہ قول نقل ہے کہ ایک قوم یہ فعل یعنی جلق لگاتی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے اُس کو سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ وطی بہیمہ سے متعلق حدیث میں وارد ہے۔

(۱۲۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جانور سے فعل بد کرے اس کو مار ڈالو۔ (ابو داؤد و ترمذی)

حدیث میں قتل کا جو حکم مذکور ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا

جرم ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والا مستوجب قتل ہو جاتا ہے۔ شرعی سزا کا مقرر کرنا مراد نہیں ہے۔ اس لئے ائمہ اربعہ کے نزدیک جانور سے بدفعلی کے مرتکب کے لئے تعزیر ہے قتل نہیں اور یہ تعزیر امام کی رائے پر مفوض ہے۔

چوتھی فصل دواعی زنا مثل بوس و کنار یا ناچ کی مجلس میں شرکت

(۱۲۴) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجنبی عورت کی طرف شہوت کی نظر آنکھوں کا زنا ہے اور گفتگو زبان کا زنا ہے۔ (صحیحین)

(۱۲۵) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونوں آنکھوں کا زنا غیر محرم کی جانب نظر کرنا ہے۔ دونوں کانوں کا زنا باتیں سننا ہے اور ہاتھ کا زنا غیر محرم کو چھونا ہے اور پاؤں کا زنا اس کی طرف چل کر جانا ہے۔

یعنی شہوت اور بری نظر سے اجنبی عورت کی طرف دیکھنے میں اس کی باتیں سننے میں اور اس کو چھونے اور مساس کرنے میں اور پاؤں سے اس کی طرف چلنے میں زنا کا گناہ ہر عضو کو اس کے عمل کے مطابق ہوتا ہے۔

(۱۲۶) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کی خوبصورتی پر بری خواہش سے نظر کرے قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں میں سیسا ڈالا جائے گا۔ (ہدایہ۔ شرح کنز)

(۱۲۷) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایسی عورت کی ہتھیلی کو مس کرے جو اس پر حلال نہیں اس کی ہتھیلی پر قیامت کے دن انگارے رکھے جائیں گے۔ (ہدایہ)

جب نظر اور مساس میں ایسا عذاب ہے تو بوسہ پر کیسا کچھ عذاب ہوگا جب کہ اُس کی لذت چھونے سے زیادہ ہے اور مباشرت سے بہت قریب ہے۔ آنکھ میں تنکا پڑ جاتا ہے تو کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ کہ آنکھ میں گرم کر کے سیسہ بھرا جائے۔ چراغ کے قریب انگلی لیجا کر دیکھو جلنے سے انگلی کو کیسی اذیت ہوتی ہے۔ پس اُس تکلیف کا کیا ٹھکانا ہے جو ہاتھ پر انگارے رکھنے سے ہوگی۔ نفس کی خواہش اور نفس کی لذت کو ایسی شدید تکلیف اور اذیت سے بچنے کی خاطر اور سخت عذاب کے خوف سے چھوڑ دینا چاہیئے۔ کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو دوسری نگاہ نہ ڈالے۔

(۱۲۸) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ پہلی نظر کے بعد دوسری نظر مت ڈال کہ پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تیرے لئے نہیں۔ (احمد، ترمذی، دارمی، ابوداؤد)

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اچانک نگاہ پڑ جائے تو اس کا مواخذہ نہیں۔ لیکن اگر نگاہ کو جما دیا تو مواخذہ ہوگا۔ جو شخص اچانک نگاہ پڑنے کے بعد آنکھ بند کر لے اور پھر نہ دیکھے اس کو ثواب ہوگا۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

(۱۲۹) کسی حسین اور غیر محرم عورت پر مسلمان کی پہلی بار نگاہ پڑے تو اگر وہ اپنی آنکھیں بند کر لے تو خدا تعالےٰ اُس کو عبادت کی حلاوت سے نوازے گا۔ (امام احمد)

یعنی ایسی عبادت کی توفیق عطا فرمائے گا جس عبادت سے اُس کو لذت اور حلاوت حاصل ہوگی۔

مسئلہ:۔جس طرح مرد کو عورت کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی مرد کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا حرام ہے۔ عورت کو چھپنا چاہیئے خواہ مرد اندھا ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۳۰) حضرت ام سلمہ اور میمونہؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں کہ ابن ام مکتوم تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا تم دونوں ان سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ نابینا ہیں۔ ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔" آپؐ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو کہ اسے نہیں دیکھتیں" (امام احمد، ترمذی، ابوداؤد)

تنبیہ:۔ناچ دیکھنا اور مجرا سننا بھی گناہ کبیرہ ہے۔ بلکہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں آنکھ کا کان کا زبان کا۔ ہاتھ کا اور پاؤں کا گناہ ہے۔ آنکھ کا گناہ تو یہ ہے کہ ناچ اور مجرے میں غیر محرم کو نظر جما کر بلکہ ٹکٹکی باندھ کر اور اکثر بنظر شہوت دیکھا جاتا ہے۔ کان کا گناہ یہ ہے کہ غیر محرم کا گانا اور باجا پوری توجہ سے سنا جاتا ہے۔ زبان کا گناہ یہ ہے کہ غیر محرم سے باتیں کرتے ہیں۔ ہاتھ کا گناہ یہ ہے کہ غیر محرم کے بدن پہ ہاتھ پھونچاتے ہیں اور ناچ کی محفل میں جانا پاؤں کا گناہ ہے۔ یہ سب گناہ ایسے ہیں جن کو حدیث میں زنا کہا گیا ہے۔ اس سے زیادہ بُری بات یہ ہے کہ یہ تمام گناہ ناچ کی محفل میں برملا ہوتے ہیں۔ احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو گناہ برملا اور کھلے عام ہو اس پر زیادہ عذاب ہے بہ نسبت اس گناہ کے جو چھپ کر کیا جائے۔ علانیہ گناہ کرنے میں بے حیائی اور گستاخی ہے۔ اور گناہ پر بے باکی زیادہ ہے۔ نیز اس سے دوسرے لوگوں کو بھی گناہ کی ترغیب ہوتی ہے۔ یہ اجتماعی گناہ ہے۔

اس اجتماعی گناہ کے لئے لوگوں کو جمع کرنے والے یا مدعو کرنے والے پر ایک عذاب اس بات کا بھی ہوتا ہے کہ اس نے لوگوں کو گناہ کے لئے جمع کیا۔
صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو آدمی دوسرے اشخاص کے لئے ارتکاب گناہ کا سبب ہوگا اس پر تمام مرتکبین کے عذاب کے برابر عذاب زیادہ ہوگا۔ مثلاً ناچ کی محفل میں جس قدر آدمی آئیں گے ان سب کے عذاب کی مثل داعی محفل پر زیادہ عذاب ہوگا۔ فرض کیجئے ناچ کی ایک محفل میں پانچ سو آدمی شامل ہوئے اور ہر ناچ دیکھنے والے کی آنکھوں میں ایک ایک ماشہ گرم سیسہ ڈالا گیا تو اس حساب سے داعی محفل کی آنکھوں میں پانچ سو ماشے یعنی اکتالیس تولے آٹھ ماشے سیسا ڈالا جائے گا۔
ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ عام طور سے اس قسم کے اجتماعات اور ناچ مجروں کی صحبتیں زنا اور فساد تک پہنچا دیتی ہیں۔ بہت سے لوگ جو پہلے سے زناکار نہیں ہوتے ناچ کی محفلوں میں شرکت کی وجہ سے زنا میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس گناہ کا بار بھی بانیان محفل پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو اس فعل شنیع سے بچنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح اور سچی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔
تنبیہ :۔ لڑکوں کا ناچ دیکھنا اور مرد لڑکوں سے اختلاط کرنا ان کو شہوانی نظر سے دیکھنا اور بوس وکنار کرنا بھی اسی طرح ناجائز ہے جس طرح غیر محرم عورتوں کا ناچ دیکھنا اور ان سے اختلاط کرنا ناجائز ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ بدتر اور خطرناک ہے جیسا کہ فقہ کی بعض کتابوں سے ثابت ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض علمی خاندان سے تعلق رکھنے والے حضرات طوائفوں کے ناچ سے تو محترز رہتے ہیں لیکن لڑکوں کا ناچ کراتے ہیں۔

جبکہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو بازاری عورتوں کے ناچ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان ناشائستہ حرکات سے محفوظ رکھے اور اعمال خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

پانچویں فصل ستر عورت کے بیان میں

چونکہ ستر عورت کا تعلق بھی زنا کے ساتھ ہے اس لئے بعض باتیں اس سلسلے میں بھی عرض کی جاتی ہیں۔

(۱۳۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ستر دیکھنے والے پر اور ستر دکھلانے والے پر خدا کی لعنت ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

اس حدیث سے ستر کی اہمیت واضح ہوتی ہے لہٰذا آدمی کو چاہئے کہ ستر کے مسائل کو خوب سیکھ لے اور سمجھ لے تاکہ لعنت خداوندی سے محفوظ رہے۔

مسئلہ:۔ مرد پر فرض ہے کہ بیوی اور کنیز شرعی کے سوا ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک کا بدن سب لوگوں پر چھپائے۔

مسئلہ:۔ عورت پر فرض ہے کہ ایسے تمام مردوں سے جن سے اس کا نکاح درست ہے اپنے سارے بدن کو چھپائے۔ صرف چہرہ اور ہاتھ گٹوں تک اور پیر ٹخنوں تک کھولنا جائز ہے۔ ٹخنوں تک پیروں کے کھلا رکھنے میں بعض اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ پیر بھی مثل چہرے اور ہاتھوں کے ستر میں داخل نہیں ہیں۔

دُرِّ مختار میں لکھا ہے کہ اگرچہ عورت کا چہرہ ان اعضاء میں نہیں ہے جن کا چھپانا ضروری ہے تاہم جوان عورتوں کو مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے کیونکہ اکثر کے اس طرح چہرہ کھولنے میں فتنے کا

کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ:۔جس عضو کا چھپانا فرض ہے اگر وہ عضو بدن سے الگ ہو جائے تب بھی اس کا دیکھنا جائز نہیں۔پس عورتوں کو چاہیئے کہ کنگھی کرنے کے بعد جو بال الگ ہو جائیں اور ٹوٹ جائیں ان کو کسی ایسی جگہ نہ ڈالیں کہ کسی کی ان پر نظر پڑے۔مردوں پر بھی لازم ہے کہ زیر ناف بال ایسی جگہ نہ ڈالیں کہ کسی کی ان پر نظر پڑے۔

مسئلہ:۔عورت پر فرض ہے کہ وہ محارم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ نیز ناف سے گھٹنوں تک کا بدن ڈھکا رکھے اور ان محارم سے وہ لوگ مراد ہیں جن سے عورت کا نکاح کسی صورت میں جائز نہیں۔جیسے باپ بھائی بیٹا اور داماد وغیرہ۔بہنوئی خالو پھوپھا نیز بھانجی یا بھتیجی کا شوہر عورت کے ایسے رشتہ دار ہیں جن سے اس کی بہن، خالہ، پھوپی، بھانجی یا بھتیجی کی موجودگی میں تو اس کا نکاح نہیں ہو سکتا۔لیکن ان کی موت یا ان سے طلاق کے بعد ان رشتہ داروں سے عورت کا نکاح ہو سکتا ہے۔اس لئے ان رشتہ داروں پر اجنبی کا اطلاق ہوگا ان رشتہ داروں سے پردہ کے وہی احکام ہیں جو اجنبیوں سے پردہ کے ہیں۔ہندوستان میں اکثر عورتوں کا لباس ایسا ہے کہ اس میں سر کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے۔اور باہیں بھی کھل جاتی ہیں۔ایسے لباس میں محارم کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں آنا چاہیئے۔ایسے لباس میں عورتوں کو چچا اور ماموں کے بیٹے یا دیور اور جیٹھ کے سامنے نہیں آنا چاہیئے۔جو لباس ایسا ہو جس سے پیٹ اور پیٹھ بھی کھل جائے اس لباس میں محارم کے ساتھ بھی آنا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔شرعی لونڈی کو ہر مرد کے سامنے اپنا اسی قدر بدن ڈھانکنا چاہیئے جتنا کہ ہر عورت کو اپنے محارم سے۔

مسئلہ :- ہر عورت پر فرض ہے کہ دوسری عورت کے سامنے ناف سے گھٹنے تک کا بدن چھپائے۔

تنبیہ :- بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ عورت کا عورت سے پردہ نہیں۔ چنانچہ یہ عورتیں نہاتے وقت یا دیگر اوقات میں عورتوں کے سامنے سارا بدن کھول دیتی ہیں یہ نہایت غلط ہے۔ جیسا کہ اوپر حدیث میں آیا ہے ستر دیکھنے اور دکھلانے والے دونوں پر لعنت ہے۔ مردوں کو چاہئے کہ عورتوں کو یہ مسئلہ خوب سمجھا دیں۔

مسئلہ :- بوقت ضرورت بقدر ضرورت چھپے ہوئے اعضاء کا دکھانا جائز ہے۔ مثلاً علاج کی غرض سے یا دائی کو اور نرس کو جنائی کے وقت۔

مسئلہ :- محارم کو جس قدر بدن دکھانا جائز ہے۔ اس کا چھونا بھی جائز ہے۔ مگر اجنبی عورتوں کے معاملہ میں یہ حکم نہیں۔ مثلاً اجنبی عورت کو شہوت کی نظر کے بغیر دیکھنا جائز ہے لیکن اس کا چھونا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی پرانی بڑھیا ہو جس پر کسی حالت میں شہوت کا احتمال نہ ہو تو اس کے ہاتھ کا چھونا اور پکڑنا جائز ہے۔

مسئلہ :- امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق غلام بھی اجنبی ہے اس کو اپنی مالکہ کے چہرہ اور ہاتھ پاؤں کے سوا باقی بدن دیکھنا جائز نہیں۔

مسئلہ :- ہیجڑوں اور نتھوں کا حکم بھی مردوں کا سا ہے۔ عورتوں کو ان سے بھی حجاب کرنا چاہئے۔

مسئلہ :- چھوٹے بچے کا بدن ڈھکنا فرض نہیں۔ جب ذرا بڑا ہو جائے تو اگلا اور پچھلا حصہ ڈھکیں۔ اور جب اور بڑا ہو جائے تو بدن کا اور حصہ بھی ڈھکیں۔ جب وہ دس برس کا ہو جائے تو بالغ آدمیوں کی طرح

اس کا بدن ڈھکا جائے۔

پردہ اور ستر کا فرق سمجھ لینا چاہئے۔ پردہ جس کو حجاب بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ عورت کسی ایسے مرد کے سامنے مطلق نہ آئے جس سے اس کا نکاح جائز ہے۔ ستر یہ ہے کہ جس کے سامنے جس قدر بدن چھپانا فرض ہے اسکو چھپائے۔ پردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر فرض تھا اور سب عورتوں پر مستحب ہے۔ ستر سب عورتوں پر فرض ہے۔ شیخ عبدالحق دہلویؒ اور دیگر علماء کا بھی یہی قول ہے۔

واضح رہے کہ شرفاء نے پردہ کو بہت سختی کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ اور تمام عورتوں پر پردہ ضروری قرار دیدیا تھا۔ لیکن اب حالات ایسے بگڑے ہیں کہ نہ پردہ رہا نہ ستر۔ بعض عورتوں کا تو لباس ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے سوا کسی کے سامنے جانے کے قابل نہیں ہوتیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ احتیاط رکھیں اور عورتوں کو پردے کی پابندی کے ساتھ ساتھ ستر کے ڈھانکنے کی بھی تاکید کریں۔

مسئلہ:۔ جو کپڑا ایسا باریک ہو کہ اس کے اندر کا بدن دکھائی دے اس پر برہنگی کا اطلاق ہوتا ہے۔

۱۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ کی صاحبزادی اسماء بنت ابی بکر باریک کپڑے پہنے ہوئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت جوان ہو جائے تو اس کو جسم میں سے سوائے چہرے اور ہاتھ کی ہتھیلیوں کے اور حصہ دکھانا جائز نہیں۔ (ابو داؤد)

اس حدیث میں پاؤں کے کھلے رکھنے کا ذکر نہیں ہے اس کا یہ مطلب

نہیں کہ پاؤں کھلے رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ پاؤں عورت کے ستر نہیں ہیں۔ یہاں باریک کپڑے پہننے کا ذکر ہے۔ جس کا تعلق اور استعمال پیروں پر نہیں ہوتا۔ بلکہ جسم کے دوسرے حصوں پر ہوتا ہے ایسے باریک کپڑوں سے جسم کے حصے دیکھنے میں آسکتے ہیں جن کو چھپانے کا حکم ہے۔ اور جن پر یہ لباس پہنا گیا تھا نہ کہ پیر۔ اس لئے حضورؐ نے ستر کے حکم کی تاکید کرتے وقت پیروں کا ذکر نہیں فرمایا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جب کپڑے سے بدن نظر آئے اس کا حکم برہنگی کا ہے چنانچہ ایسے باریک اور شفاف کپڑوں کا لباس پہن کر یا ان کے دوپٹے اوڑھ کر عورتوں کو نامحرموں کے سامنے نہیں آنا چاہئے۔ جو عورتیں ایسے باریک دوپٹے اوڑھ کر نماز پڑھتی ہیں جن میں سے ان کے سر کے بال اور ہاتھ وغیرہ نظر آتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی۔ مردوں کو چاہئے کہ یہ مسئلہ عورتوں کو خوب سمجھا دیں۔

الحمدللہ آج جمعہ کے روز ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ صبح نو بجے یہ کتاب جس کا نام جنت کی ضمانت ہے پوری ہو گئی۔ اس کتاب کا بہت بڑا حصہ حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ضمان الفردوس سے اخذ کیا گیا ہے۔ بعض جگہ ضروری اضافہ کیا گیا ہے۔ اور پوری کتاب کی زبان بدلی گئی ہے۔ پرانی اردو کو عام فہم اور مروجہ زبان میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ پوری کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور اور صحیح حدیث کی تشریح ہے۔ چونکہ اس حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی ضمانت کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ جس نے زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کر لی میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔" دونوں جبڑوں کے مابین سے مراد زبان اور دونوں رانوں کے مابین سے مراد شرم گاہ ہے۔ یہ دونوں چیزیں بہت سے گناہوں کا سبب اور بہت سے جرائم کا موجب ہیں اس لئے ہم نے ان جرائم اور ان گناہوں کی تفصیل عرض کی ہے تاکہ مسلمان اپنے کو ان گناہوں سے محفوظ رکھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ضمانت میں داخل ہو جائیں جس کو آپ نے اتضمن له الجنة کے مبارک الفاظ سے یقین دلایا ہے۔ جنت کی کنجی میں شاید جس اعرابی نے دریافت کیا تھا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دوزخ سے بچ جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں کوئی ایسا عمل بتا دیجئے تو آپؐ نے اس کو دونوں جبڑوں اور دونوں رانوں کے درمیان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا" اگر ان دونوں چیزوں کو تو نے محفوظ کر لیا تو اتضمن لك الجنة" اسی مناسبت سے میں نے اس کتاب کا نام " جنت کی ضمانت" رکھا۔ یہ نام عام فہم بھی ہے اور اس

مقصد کو پورا کرنے والا بھی ہے جس مقصد کے پیش نظر یہ کتاب لکھی گئی ہے
اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ضمانت میں ہم کو داخل کر دے تاکہ ہم بھی قیامت میں دوزخ سے بچ
جائیں اور جنت میں داخل ہو جائیں کہ سب سے بڑی کامیابی یہی ہے۔ فمن
زُحزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدخِلَ الجَنَّۃَ فَقَد فَازَ۔ واخر دعونا ان الحمد للہ
رب العلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد و وآلہ واصحابہ
اجمعین۔

فقیر
احمد سعید کان اللہ لہ
۱۸ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ یوم جمعہ ۲۶/۶/۵۹

خدا کی باتیں اس کتاب میں کم وبیش تقریباً نوسو احادیث قدسیہ کا ترجمہ ہے جو حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب نے سلیس اور عام فہم اردو میں کیا ہے۔ بعض بعض مقامات پر احادیث کے مطالب کی توضیح بھی فرمادی ہے

رسول کی باتیں اس کتاب میں تقریباً بیس عنوان ہیں جس میں توحید، رسالت، قرآن، قیامت، عالم برزخ، قبر کا عذاب، نکیرین کی پوچھ گچھ، تقدیر، کتب آسمانی اور ملائکہ، علم کے فضائل، طہارت کا صحیح طریقہ، مسواک کی شرعی اہمیت۔ غرض یہ ہے کہ ہر عنوان کے تحت میں اس کی مناسبت سے احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ جو حدیث جس جگہ سے لی گئی ہے اس کا حوالہ بھی دیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اُن کے راوی کا نام بھی درج کیا گیا ہے جنہوں نے رسولِ خدا سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ بچوں اور بچیوں کے لئے بھی اس قسم کی سہل اردو کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

قرآن کی باتیں مسلمانوں کے زوال کے اسباب صرف یہ ہیں کہ انہوں نے قرآن کو پڑھنا اور اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اگر مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ پھر دنیا میں سرخروئی حاصل ہو تو صرف ایک نسخہ ہے اور وہ یہ کہ قرآن کی اشاعت، قرآن کے احکام پر عمل۔ قرآن کریم کو سمجھ کر تلاوت کرنا۔ دنیا و آخرت میں ذخیرہ کرنا۔ قرآن کریم کے احکام جاننے کے لئے "قرآن کی باتیں" منگا کر ملاحظہ کریں جس میں اہلِ قلم حضرات کے جامع مضامین جمع کئے گئے ہیں۔

ایمان کی باتیں کوئی بھی سمجھدار آدمی اس بات سے انکار نہیں کرسکتا ہے

کہ زندگی کے ہر گوشہ میں ایمان کی کس قدر ضرورت ہے اور یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایمان کے بہت سے درجے ہیں۔ اور یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ بعض آدمی زبان سے ایمان کا نام بار بار لیتے ہیں لیکن وہ بدقسمت ایمان کی لذت سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔ میں ایک زمانہ سے محسوس کر رہا تھا کہ اس موضوع پر جامع و مفصل اور سہل زبان میں کوئی کتاب لکھوائی جائے تاکہ عوام کو ایمان کی اہمیت بتائی جا سکے۔ میں شکر گزار ہوں حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نائب امیر شریعت کا کہ انہوں نے میری درخواست قبول فرمائی اور ایمان پر ایک مفصل کتاب قلمبند کر دی ضرورت ہے کہ ہر شخص اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اپنے ایمان کو کسوٹی پر کسے اور دیکھے اس کا ایمان کس درجہ کا ہے۔ یہ کتاب ایمان پرکھنے کی ایک کسوٹی ہے۔

نماز کی باتیں

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب مفسر قرآن فرماتے ہیں، ایک عرصہ سے میری یہ خواہش تھی کہ نماز کے متعلق کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جس میں نماز پر سیر حاصل بحث کی گئی ہو اور نماز کے متعلق آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاکیدی الفاظ فرمائے ہوں اور نماز ادا کرنے پر جو وعدے اور بشارتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں وہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور اسی طرح تارکین نماز کے حق میں جو وعیدیں منقول ہیں وہ بھی ایک جگہ جمع کر دی جائیں تاکہ کتاب پڑھنے والوں کے سامنے ہر چیز آ جائے۔ وعدہ اور وعید دونوں سے پڑھنے والا آشنا ہو جائے۔ چنانچہ میرے دیرینہ دوست اور کرم فرما ۔ ۔ ۔ حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رحمانی نائب امیر شریعت صوبہ بہار کا میں بہت ممنون ہوں کہ انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اس ضرورت کو پورا کر دیا۔ بڑی محنت اور بڑی کاوش کے ساتھ

یہ مواد فراہم اور مرتب کیا۔ انہوں نے اردو زبان میں ایک ایسی چیز نماز کے متعلق جمع کردی جس کی موجودہ دور میں سخت ضرورت تھی۔ موجودہ دور ایک مشرکانہ اور ملحدانہ دور ہے۔ جس میں ہر گوشہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے خلاف جہاد ہو رہا ہے۔ حضرت مولانا کی محنت کا اندازہ آپ اس کتاب کا مطالعہ کرتے وقت کر سکتے ہیں کہ حضرت نائب امیر شریعت نے نماز پر کس قدر جامع کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ گلیز کاغذ

پردہ کی باتیں یہ حضرت سحبان الہند مولانا احمد سعید صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند کی اُن تقاریر کا مجموعہ ہے جو آپ نے مختلف مواقع پر اور مختلف موضوعات پر آل انڈیا ریڈیو پر کیں جس کو ریڈیو سننے والے حضرات نے بہت زیادہ پسند کیا ہے۔

جنت کی کنجی ملاحظہ کیجئے جسے حضرت مولانا نے احادیث کی معتبر کتابوں سے تالیف فرمایا ہے۔ اردو میں یہ پہلی کتاب۔ ہر انسان مرد عورت کے لئے اس کا مطالعہ بے حد ضروری ہے اس میں بہت سی آسان باتیں درج ہیں جو عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں اور جن پر عمل کرنے سے آپ جنت کے حقدار بن جائیں گے۔ اس کتاب میں تقریباً دو ہزار حدیثوں کا نہایت سلیس اور عام فہم ترجمہ ہے جن میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اور پوری کتاب تقریباً ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے

دوزخ کا کھٹکا اس کتاب میں اُن احادیث کا صاف اور شستہ اُردو میں ترجمہ کیا گیا ہے جن کا تعلق اعمال سئیہ سے ہے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن لوگوں کے لئے جو اعمال سیئہ اور خبیثہ کا ارتکاب کرتے ہیں جن الفاظ میں وعید فرمائی ہے اور خدا کے غضب سے ڈرایا

ہے ان تمام احادیث کو مختلف عنوانات کے تحت جمع کر دیا ہے دوزخ کے کھٹکے میں تقریباً ۱۸۸۴ احادیثوں کا ترجمہ ہے

عرش الٰہی کا سایہ

وہ دن بڑا سخت ہوگا جس دن اعمال کی پڑتال ہوگی ہر شخص اس فکر میں ہوگا کہ دیکھئے میں پاس ہوتا ہوں یا فیل؟ مارے خوف کے کانپ رہا ہوگا۔ لیکن چند لوگ ایسے بھی ہوں گے جو بیفکری سے عرش الٰہی کے سائے میں کھڑے مسکرا رہے ہونگے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون خوش قسمت لوگ ہیں جبکہ اُمّت محمدیہ حساب وکتاب کی وجہ سے پریشان ہے مگر یہ لوگ کھڑے ہوئے مسکرا رہے ہیں اور پیشانی پر بل تک نہیں ہے اس بات کو جاننے کیلئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو عرش الٰہی کے سایہ میں اطمنان سے کھڑے ہیں وہ دنیا میں کیا عمل کرتے تھے۔ ان میں ہم بھی ہونگے یا نہیں؟ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی تصنیف "عرش الٰہی کا سایہ" ملاحظہ فرمائیں۔

ہماری دُعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟

اپنے خدا سے برابر دعا مانگ رہے ہیں۔ رو کر مانگتے ہیں دن کو مانگتے ہیں۔ رات کو مانگتے ہیں۔ ہر نماز کے بعد مانگتے ہیں۔ وعظ اور میلادوں کی مجلسوں میں مانگتے ہیں۔ بیت اللہ کا پردہ پکڑ کر مانگتے ہیں۔ اذان کے وقت مانگتے ہیں جماعت کے لئے صفیں درست کرتے ہیں اس وقت مانگتے ہیں۔ روزہ افطار کرتے کے وقت مانگتے ہیں۔ سحری کرتے وقت مانگتے ہیں۔ شعبان اور رمضان کا چاند دیکھتے وقت مانگتے ہیں۔ رات کو تہجد پڑھ کر مانگتے ہیں۔ زمزم پیتے وقت مانگتے ہیں ایک زمانہ گذر گیا مانگتے مانگتے لیکن جو مانگتے ہیں وہ نہیں ملتا۔ مگر ہم کہتے ہیں جو مانگوگے وہی ملیگا۔ وہ دینے کیلئے بیقرار ہیں لیکن مانگنے کا طریقہ نہیں آتا۔ اس کے جاننے کی

ضرورت ہے اس کو جان لیجئے تو پھر اپنی مُرادوں جھولیاں بھر لیجئے۔ اور جس وقت مانگئے اسی وقت لیجئے۔ خوب لیجئے۔ جھولی بھر کے لیجئے۔ اس طریقہ کو جاننے کیلئے سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی کتاب "ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی" ملاحظہ فرمائیے۔

مشکل کشا حضرت مولانا نے تمام مصروفیتوں اور طویل علالت کے باوجود سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ کے بعد قلم اٹھایا اور ایک بہت بڑا ذخیرہ عربی سے اُردو میں منتقل کر دیا۔ یعنی اوپر عربی میں دعا ہے اور نیچے اسکا عام فہم، بامحاورہ ترجمہ ہے۔ وظیفہ پڑھنے کے اوقات اور شمارہ وغیرہ کو بھی شامل کر دیا ہے۔

ماہِ رمضان اس میں روزہ اور اعتکاف و شب قدر وغیرہ کا مفصل بیان ہے۔ اس کے مطالعہ سے آپکو یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ کن کن چیزوں کا روزہ کی حالت میں استعمال حرام ہے اور کن کن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کسی حالت میں قضا واجب ہوتی ہے اور کس میں نہیں۔

پہلی تقریر سیرت مولانا کی یہ وہ مشہور تقریر ہے جو آپ نے اٹاوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کی تھی۔ مولانا کی اس تقریر کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

دوسری تقریر سیرت مولانا کی یہ دوسری تقریر سیرت وہ ہے جو آپنے ناگپور میں کی تھی مشکلات اور مخالفین کے دردانگیز مظالم اور آپ کے صبر و تحمل کا دیگر انبیاء سابقین سے مقابلہ اسقدر دلچسپ اور دلکش پیرایہ میں بیان کیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس سلسلہ میں بعض احادیث کی تشریح و توضیح قرآنی آیات کی تفسیر اور بعض تفسیری شبہات

کا حل اور صدہا نکات ولطائف اور تصوف کے مسائل اس خوبی سے عام فہم اردو میں بیان کئے گئے ہیں جن کی تفصیل اس مختصر اشتہار میں ظاہر نہیں کی جا سکتی

اسلام کی باتیں انسان کی رہنمائی کے لئے اسلام ہی صحیح روشنی پیش کرتا ہے۔ مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی نے اس کتاب کو لکھ کر بڑی بڑی کتابوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ارکانِ اسلام پر مفصل روشنی اس انداز میں ڈالی گئی ہے کہ بڑی بڑی حکمتوں سے ہم مالا مال ہو سکتے ہیں۔ نیز ضروری مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے تاکہ کتاب کسی حیثیت سے تشنہ نہ رہ جائے اپنی زندگی گزارنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ دہلی کی بہترین شستہ زبان اور عام فہم انداز بیان نے اس کی خوبی بڑھا دی ہے۔ صفحات ۲۴۰ کاغذ گلیز ڈ۔

رسول اللہ کے تین سو معجزات سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحبؒ نے بڑی کاوش اور محنت سے یہ تین سو کے قریب معجزات مستند کتابوں کے مطالعہ کے بعد جمع کئے ہیں۔ ویسے تو حضور پرنور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزاروں معجزات ہوں گے اور آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ خود قرآن کریم ہے، اس کو ایک الگ نمبر دے کر بیان کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ قرآن کریم معجزہ کیوں ہے؟ پھر درختوں اور پتھروں کا اپنی جگہ سے چل کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ پانی میں برکت کا ظہور ہونا شجر و حجر سے آپؐ کی گفتگو، بتوں، درختوں، پتوں نے آپ کے رسول ہونے کی گواہی دی۔ اسی طرح کے تین سو معجزات کا یہ مجموعہ ہے۔

Scanned by CamScanner

رسول اللہؐ یہ آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر جامع اور عام فہم سوانح عمری ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب میں تقریباً سو سے زیادہ عنوان قائم کرکے ہر ہر عنوان کے تحت ضروری واقعات لکھے گئے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن غزوات میں خود شرکت فرمائی یا صرف صحابہؓ کو بھیجا۔ ان کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر اس کتاب کے متعلق یہ کہا جائے کہ سمندر کو کوزہ میں بند کردیا ہے تو بیجا نہ ہوگا۔

تقاریر السعیدین حضرت سحبان الہندؒ اور ان کے خلف الرشید مولانا محمد سعید دہلوی کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو ان دونوں حضرات نے آل انڈیا ریڈیو سے کی تھیں۔ اور سننے والوں نے بیحد پسند کی تھیں۔ ان تقریروں میں مذہبی، معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی تقریروں کے علاوہ کچھ ادبی تقریریں بھی ہیں جن سے دارالخلافہ دہلی کے شاندار ماضی کی ایک جھلک آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور دل ہنرمندانِ دہلی کی یاد میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ مجموعہ پہلی دفعہ کتابی شکل میں منظر عام پر آیا ہے۔

شوکت آرا بیگم یہ حضرت مولانا کا ایک مذہبی ناول ہے جو آپ نے اب سے چالیس سال قبل لکھا تھا۔ شوکت آرا بیگم کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ حضرت مولانا نے اس ناول میں کوئی مذہبی بحث چھوڑی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ شادی بیاہ کا طریقہ اور ہندوستان دارالحرب ہے کہ دارالاسلام بنک سے مسلمان سود لے سکتے ہیں یا نہیں اور اگر لے لیں تو اس کو اپنی ضرورت پر خرچ کرنا جائز ہے کہ نہیں۔ بہرکیف ”شوکت آرا بیگم“ ناول پڑھنے کے قابل ہے۔ امید ہے کہ آپ اس ناول کو منگا کر ضرور ملاحظہ فرمائیں گے۔

جدید مترجم اعمال قرآنی یہ پہلا ایڈیشن ہے اور اس کا فخر صرف "دینی بکڈپو" کو حاصل ہے۔ جس نے زرکثیر خرچ کر کے اس ترتیب کو قائم کرایا اور پوری آیت کو مع حوالہ اور ترجمہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کیا تاکہ لوگ کم سے کم وقت میں قرآن کریم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ مکمل تعویذات اور نقش حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لکھے ہوئے آپ کو اس میں ملیں گے۔ صفحات تقریباً دو سو۔

اصلاح الرسوم حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس کتاب میں ہر بات ہر رسم کو اسلام کی کسوٹی پر کسا ہے اور جو چیز کسوٹی پر پوری نہیں اتری تو لوگوں کو بتایا ہے یہ چیز کھوٹی ہے اور کھوٹی چیز کو کھری سمجھ کر خریدنا نادانی ہے۔ ۱۵۶ صفحات۔

تعلیم الدین حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عام فہم تصنیف ہے جس کی تعلیم ابتدائی بچوں اور بچیوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔ عقائد و تصدیقات، شرک، قبروں پر بدعتیں، ایمانی درجے۔ گناہ کی نقصانات وغیرہ کو حدیث و قرآن کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

حیات المسلمین حضرت تھانویؒ کی تصنیف ہے جس کی تعلیم ابتدائی بچوں کے لئے خصوصیت سے ضروری ہے۔

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب حضرت تھانویؒ کی سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر

جامع مکمل کتاب جس میں ہر واقعہ کو معہ حوالہ جات کے حضرت تھانویؒ نے قلم بند فرمایا ہے۔ صفحات ۲۰۸ معہ خوبصورت ڈسٹ کور۔

اسلام میں عورت کا مقام اس زمانہ میں جبکہ ہر طرف ترقی کا چرچا ہے اور حقوق دیئے جانے کی بحث زور شور سے جاری ہے تو قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے' اس صنفِ نازک کو سب سے اونچا کس نے اٹھایا ہے۔ اور کس نے اس کو حقیقی حقوق دیئے ہیں اس موضوع پر حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی نائب امیر شریعت بہار نے تمام مذاہب کو ایک پلہ میں اور اسلام کے دئیے ہوئے حقوق دوسرے پلہ میں رکھ کر فیصلہ آپ کے جواب دینے پر چھوڑ دیا ہے۔ اب آپ اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کس کا پلہ بھاری ہے

پیغمبر عالم یہ سوال کہ خدائے عالم کی جانب سے پیغمبر عالم بن کر کوئی مبعوث ہوا کس نے اتنی بڑی ذمہ داری کا دعویٰ کیا اور کس نے اس فریضہ کو عملاً انجام دیا۔ اگر تاریخ عالم کے سامنے پیش کیا جائے۔ مذاہب عالم کے صحیفوں سے پوچھا جائے' انبیاء کرام کے معصوم گروہ کے ایک ایک فرد کے گفتار و کردار سے اس کی شہادت طلب کی جائے تو اس کا جواب صرف ایک ہوگا۔ وہ مقدس ذات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی نائب امیر شریعت علمی دنیا میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ مصنف سے زیادہ محقق واقع ہوئے ہیں' سیرت نبویؐ پر قلم اٹھانے کی آپ کے اندر پوری صلاحیت موجود ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کوئی واقعہ اس کتاب میں نظر انداز نہیں کیا گیا اس کتاب کا مطالعہ آپ کو بڑی بڑی کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گا ضرور پڑھئے

ہماری اُردو مطبوعات

- ایمان کی باتیں
- اسلام کی باتیں
- اسلام میں عورت کا مقام
- اسلام کی بہادر بیٹیاں
- اُمّت کی مائیں
- اسلامی معاشرت
- اسلام کا عالمگیر پیغام
- اصلاح الرسوم
- ایسٹ انڈیا کمپنی اور باغی علماء
- ازالہ
- پردہ کی باتیں
- پہلی تقریر سیرت
- پیغمبرِ عالم
- تقاریر احمد سعیدؒ
- تقاریر السعیدین
- تعلیم الدین
- اسلامی دعوت
- تجہیز و تکفین کے مستند احکام ۵۰
- جدید مترجم اعمالِ قرآنی ۵۰
- جنت کی کنجی
- جنت کی ضمانت ۵۰
- حیات المسلمین
- حکایتوں کا گلدستہ
- حقوق اہلبیت
- حج کی باتیں
- خدا کی باتیں
- خدا کا آخری پیغام
- دین کی باتیں (دینی تبلیغی نصاب)
- دوزخ کا کھٹکا (دینی تبلیغی نصاب)
- دوسری تقریر سیرت
- رسول کی باتیں
- رسول اللہ کے تین سو معجزات
- رسول اللہ ﷺ
- شوکت آرا بیگم
- صلوٰۃ و سلام
- صحابہ کی انقلابی جماعت
- عرشِ الٰہی کا سایہ
- علمائے حق اور ان کی مظلومیت کی داستانیں
- غدر کے چند علماء
- غیر مسلموں کی نظر میں اسلام، تقریبہ
- فاطمہ کا چاند
- فضائلِ استغفار ۵۰
- قرآن کی باتیں
- کشف حال الموتی والقبور المعروف موت کا جھٹکا
- مشکل کشا
- ماہِ رمضان
- مواعظ حسنہ کامل حصہ اول، دوم، سوم، چہارم
- میاں بیوی کے حقوق
- مکاتیب احمد سعیدؒ
- نماز کی باتیں
- نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب
- وفات النبی صلعم
- ہماری دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟
- دنیا میں جنت
- دیارِ حبیب
- اللہ کے رسول
- اسلام ڈارون و دہریت
- قرآن مجید ۱۳ سطری

دینی بک ڈپو اردو بازار، دلی